عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۱۲ تا ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۳۹

توہین رسالت کے واقعات

مسلمانوں کا ردِ عمل

مسافرانِ آخرت

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت

شوریٰ کا اجلاس

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

کیا کفار کے اعمال کی نگرانی پر بھی دو فرشتے مقرر ہیں؟

س:...... جس طرح ہر مسلمان کے اچھے اور بُرے اعمال دو فرشتے کراماً کاتبین لکھتے ہیں، کیا کافروں کے لئے بھی اسی طرح کے فرشتے مقرر ہیں؟ کیونکہ کافروں کے لئے تو کوئی نیکیاں ہی نہیں تو پھر وہ کیا کرتے ہوں گے؟

ج:...... ہر انسان کے ساتھ کراماً کاتبین مقرر ہوتے ہیں جو اس کے اچھے اور بُرے عمل کو نوٹ کرتے ہیں۔ راجح قول کے مطابق کافروں کے ساتھ بھی دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں، بائیں طرف والا اس کے بُرے اعمال لکھتا ہے اور دائیں طرف والا اس پر گواہ بنتا ہے۔

تفسیر قرطبی میں ہے:

”الثانیة! واختلف الناس فی الکفار هل علیهم حفظه أم لا؟ فقال بعضهم: لا، لأن أمرهم ظاهر، وعملهم واحد۔ قال اللہ تعالیٰ: یعرف المجرمون بسیماهم۔ وقیل: بل علیهم حفظة، لقوله تعالیٰ: کلا بل تکذبون بالدین وان علیکم لحافظین کراماً کاتبین یعلمون ماتفعلون۔ وقال: وأما من اوتی کتابه بشماله وقال: وأما من اوتی کتابه وراء ظهره۔ فأخبر ان الکفار یکون بهم کتاب ویکون علیهم حفظة۔ فان قیل: الذی علی یمینه أی شئی یکتب ولا حسنة له؟ قیل له: الذی یکتب عن شماله یکون باذن صاحبه ویکون شاهداً علیٰ ذلک وان لم یکتب۔ واللہ أعلم بالصواب۔“ (تفسیر قرطبی، ص:۲۴۸، ج:۱۹)

حضرات انبیاء کرام کے علاوہ کے لیے ”علیہ السلام“ کا لفظ استعمال کرنا

س:...... انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی اور کے لئے ”علیہ السلام“ کا لفظ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... کلمہ ”علیہ السلام“ یا ”علیہ الصلوٰۃ والسلام“ کا استعمال انبیاء کرام ساتھ مخصوص ہو چکا ہے، اس لئے اسے انبیاء کرام کے لئے ہی استعمال کرنا چاہئے۔ اگر اہل علم نے کسی شخصیت کے لئے ”علیہ السلام“ کا لفظ استعمال کیا ہے تو وہ لغوی حیثیت سے بطور دعا کے کیا ہے، مگر عوام کو اس سے شبہ ہوجاتا ہے، اس لئے انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی اور کے لئے استعمال نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

جلد:۴۳ ۱۲ تا ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۲۰۲۴ء شمارہ:۳۹

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، سائیں عبدالمجیب قریشی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

فلسطین پر اسرائیلی درندگی اور جارحیت..	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
نزولِ مصائب ورفعِ مصائب	۸	مولانا ابوبکر شیخوپوری
حرام خوری کی نحوستیں اور مفاسد	۱۱	مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی
دوستی اور دشمنی میں اعتدال	۱۳	مولانا محمد یوسف ڈیروی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ...	۱۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء...(۵)	۱۷	مولانا مفتی خالد محمود
ختم نبوت پر ہمارا ایمان کیسا ہو؟(۲)	۲۱	مولانا محمد انصار اللہ قاسمی
مولانا حافظ فقیر محمد بزدارؒ...	۲۳	مولانا مفتی سمیع الرحمٰن
مسافرانِ آخرت	۲۶	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۷۹ فصل:... ۲ہجری کے واقعات

۶۹:....**فرعونِ اُمت کا قتل**:....اسی سال غزوۂ بدر میں اس اُمت کا فرعون ابوجہل بن ہشام ۔۔۔خذلہ اللہ۔۔۔قتل ہوا، جسے معاذ ومعوّذ پسرانِ عفراء نے معاذ بن عمرو بن جموح کی شرکت سے قتل کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دیکھ کر آؤ کہ ابوجہل کا کیا بنا؟'' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی تلاش میں نکلے تو دیکھا کہ ابھی اس میں کچھ رمق باقی ہے، اس کے سینے پر چڑھ گئے اور تلوار سے اس کا سر کاٹ لائے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر حق تعالیٰ کی حمد بجالائے اور سجدۂ شکر اَدا فرمایا۔

۷۰:....**مقتولینِ بدر**:....اسی سال غزوۂ بدر میں مشرکین کے ستر ۷۰ برآوردہ اَفراد کام آئے، مثلاً: اُمیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، ولید بن عتبہ، طعیمہ بن عدی، یہ مطعم بن عدی کا بھائی تھا، زمعہ بن اسود، اس کے دو بھائی حارث اور عقیل پسرانِ اسود، ابوالبختری، نبیہ اور منبہ پسرانِ حجاج، اسود بن عبدالاسود مخزومی، یہ جنگِ بدر میں سب سے پہلا مشرک تھا جو قتل ہوا، وغیرہم۔

۷۱:....اسی سال غزوۂ بدر میں ستر ۷۰ کافر قیدی بنائے گئے، مثلاً: ۱-سہیل بن عمرو القرشی العامری، (بعد میں اسلام لائے)۔ ۲-ابووداعہ بن صبرہ السہمی، اس کا لڑکا مطلب بن ابی وداعہ صحابی ہے۔ ۳، ۴-حنظلہ اور عمرو پسرانِ ابوسفیان صخر بن حرب۔ ۵-ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن عبدمناف القرشی العبشی، یہ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں، (بعد میں مسلمان ہوئے)۔ ۶-عقبہ بن ابی معیط القرشی العجلانی۔ ۷-نضر بن حارث، یہ سب سے پہلا کافر تھا جو جنگِ بدر میں پکڑا گیا۔

مشرکین کے مقتولوں اور قیدیوں کی تفصیل ''سیرت شامیہ'' اور ''شرح مواہب زرقانی'' میں مذکور ہے، وہاں دیکھ لی جائے۔

۷۲:....اسی سال غزوۂ بدر سے واپسی پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''الصفراء'' پہنچے تو حضرت علی بن ابی طالب کرّم اللہ وجہہ کو نضر بن حارث کے قتل کا حکم فرمایا، چنانچہ اسے قتل کردیا گیا، اور جب ''عرق الظبیہ'' پہنچے تو عامر بن ثابت بن ابی افلح رضی اللہ عنہ کو عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم فرمایا، چنانچہ وہ بھی قتل کردیا گیا۔ یہی نضر بن حارث تھا جو عجم سے جھوٹے افسانے اور قصے کہانیاں خرید کرلاتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معارضے میں ان کو پیش کرکے کہتا کہ: ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تو تمہیں قصے کہانیاں سناتے ہیں، لو میں ان سے اچھے قصے خرید کرلایا ہوں، ان کو سنو!'' اللہ تعالیٰ نے ذیل کی آیت اسی کے حق میں نازل فرمائی:

''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا، أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔'' (لقمان:۶)

ترجمہ:.... ''اور بعضا آدمی ایسا (بھی) ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو اللہ سے غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے، اور اس کی ہنسی اُڑاوے، ایسے لوگوں کے لئے ذِلت کا عذاب ہے۔'' (بیان القرآن)

اور اسی نضر بن حارث نے کہا تھا: ''اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ پیش کرتے ہیں، اگر یہ واقعی تیری جانب سے سچا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا!'' اہلِ سیر کا اِجماع ہے کہ نضر اپنے کفر پر قتل ہوا، اور ابنِ مندہ کو وہم ہوا ہے کہ وہ اسلام لایا تھا، ابنِ اثیر وغیرہ تمام حفاظ نے اسے غلط کہا۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

فلسطین پر اسرائیلی درندگی و جارحیت......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۷ اکتوبر ۲۰۲۳ء سے شروع ہونے والی فلسطینیوں پر صہیونی اور ان کے ہم نواؤں کی درندگی و جارحیت کو ایک سال مکمل ہو چکا ہے۔ جس میں چالیس ہزار سے زائد شہید ہو چکے ہیں، جن میں زیادہ تر تعداد معصوم بچوں اور خواتین کی ہے، اور ایک لاکھ سے زائد زخمی اور بے گھر ہو چکے ہیں، مکانات کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا گیا اور ہزاروں معصوم جانیں ملبے کے نیچے دبی ہوئی ہیں۔ ٹھیک ایک سال قبل اسرائیلی مظالم سے ستائے ہوئے فلسطینیوں کی نمائندہ تنظیم حماس نے ظالم و جابر اور قابض و غاصب ملک اسرائیل کے خلاف جہادی کارروائیوں کا آغاز اس وقت کیا تھا' جب عالم کفر سمیت عالم اسلام میں سے کچھ مسلمان ممالک نے اسرائیل کو تسلیم کر لیا تھا اور کئی اہم اسلامی ممالک کی جانب سے ناجائز ریاست اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بازگشت سنائی دینے لگی تھی، لیکن حماس کے جرأت و بہادری سے سرشار ان حملوں نے تمام دنیا کو سوچنے پر مجبور کر دیا، اور آج ایک سال بعد پوری دنیا اسرائیلی ظلم وستم کی عینی شاہد و گواہ بن چکی ہے۔ اور اسلامی ممالک نے بھی اسرائیل کو اس وقت تک تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے، جب تک کہ فلسطینی ریاست کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔

طوفان الاقصیٰ کے نام سے ۷ اکتوبر ۲۰۲۳ء کو جب حماس کی قیادت میں فلسطینی مجاہدین نے غزہ کی پٹی سے اسرائیل کے خلاف بڑے پیمانے پر حملے کا آغاز کیا اور مجاہدین اسرائیلی رکاوٹوں کو توڑتے ہوئے غزہ کی سرحدی گزرگاہوں کے ذریعے قریبی اسرائیلی بستیوں میں داخل ہوئے تو یہ ۱۹۴۸ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد اسرائیل کی حدود میں پہلا براہ راست حملہ تھا۔

فلسطینی جدوجہد کے لیے حماس قیادت نے بھی اپنے گھرانوں کی قربانیاں پیش کی ہیں، چنانچہ حماس سربراہ اور فلسطین کے سابق وزیر اعظم اسماعیل ہنیہ شہیدؒ کے بیٹوں اور بہن سمیت خاندان کے ۷۹ افراد اسرائیلی حملوں میں جام شہادت نوش کر چکے ہیں، شہادت تک اسماعیل ہانیہ اپنے موقف پر چٹان کی طرح ڈٹ کر کھڑے رہے تھے۔ تہران میں شہید ہونے والے اسماعیل ہنیہ کے حوصلے ہمیشہ بلند رہے، اپنی شہادت سے قبل اپنے بیٹوں اور پوتے سمیت فیملی کے دیگر افراد کی شہادت پر بھی فلسطینی رہنما صیہونی جارحیت کے سامنے ڈٹے رہے اور کبھی ان کا حوصلہ پست نہ ہوا۔ غزہ جنگ کے دوران اسماعیل ہنیہؒ کے خاندان کے درجنوں جنازے اٹھے مگر وہ حق کی جنگ لڑتے رہے۔ اسرائیلی حکام نے اسماعیل ہنیہ کو زک اور تکلیف پہنچانے کی غرض سے عید پر بھی غزہ کی پٹی میں فضائی حملہ کر کے ان کے تین بیٹے اور پوتے شہید کر دیے تھے۔ بیٹوں کی شہادت پر اسماعیل ہنیہ نے ردِعمل دیتے ہوئے کہا تھا کہ: شہادتوں سے ہمیں آزادی کی اُمید ملتی ہے۔ پیچھے نہیں ہٹیں گے، چاہے بچے شہید اور گھر تباہ کر دیے جائیں۔ غزہ کے الشاطی کیمپ میں اسرائیلی فوج کے فضائی حملے میں حماس سربراہ کی بہن اور دیگر رشتے دار شہید ہو گئے تھے۔ ترجمان حماس خالد قدومی کے مطابق اسماعیل ہنیہ کے بیٹوں

سمیت خاندان کے اناسی افراد شہید ہوچکے ہیں۔

اسرائیل اس جنگ میں بری طرح پھنس چکا ہے، اس لیے وہ باہر نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے، اسی بدحواسی میں اب اسرائیلی فضائیہ نے لبنان کے سرحدی قصبے شعبہ پر حملہ کیا' جس میں ایک ہی خاندان کے نو افراد شہید ہو گئے۔ جب کہ اب تک لبنان میں اسرائیلی حملوں سے تقریباً ۷۰۰ افراد لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔ اسرائیل حزب اللہ کی فوجی صلاحیتوں اور سینئر حزب اللہ کمانڈروں کو نشانہ بنا رہا ہے، اسرائیل کے اعلیٰ حکام نے دھمکی دی ہے کہ اگر حزب اللہ کی فائرنگ جاری رہی تو لبنان میں بھی غزہ کی طرح تباہی دہرائی جائے گی۔ حزب اللہ نے حماس کی حمایت میں شمالی اسرائیل پر جب سے راکٹ داغنے شروع کیے ہیں، اس کے بعد سے اسرائیلی جوابی حملوں کے نتیجے میں لبنان میں ہزاروں لوگ بے گھر ہو چکے ہیں۔ نیز اسرائیل کے لبنان پر پیجر حملوں سے واکی ٹاکی پھٹنے سے ۲۰ افراد جاں بحق جبکہ ۴۵۰ سے زائد زخمی ہوئے ہیں۔ کئی پیجرز پھٹنے سے دو بچوں سمیت ۱۲ افراد شہید اور تقریباً ڈھائی ہزار زخمی ہوئے۔ پیجر پھٹنے کے واقعات میں اکثر لوگوں کو چہرے، ہاتھ یا پیٹ پر چوٹیں آئی ہیں۔

۲۸ ستمبر ۲۰۲۴ء کو اقوام متحدہ کے سالانہ اجلاس میں پاکستانی وزیر اعظم میاں محمد شہباز شریف نے اسرائیلی جارحیت کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ آزاد فلسطینی ریاست جس کا دارالحکومت القدس ہو، کو اقوام متحدہ کا رکن بنایا جائے۔ نیز اسرائیلی وزیر اعظم کی تقریر کے دوران پاکستان اور ایران سمت کئی ممالک نے احتجاجاً واک آؤٹ کیا اور اسرائیل کو باور کرایا کہ وہ خطے میں تنہا ہوتا جا رہا ہے۔ اسرائیلی وزیر اعظم کی تقریر کے دوران شور شرابا ہوا اور موجود اراکین نے بھی اسرائیل کے خلاف غم و غصے کا اظہار کیا۔ مگر اسرائیل نے اپنے وزیر اعظم کی تقریر کے عین دوران لبنان میں اسرائیل کے خلاف برسرپیکار تنظیم حزب اللہ کے سربراہ حسن نصر اللہ کو نشانہ بنایا اور اپنے راستے سے ہٹانے میں کامیاب ہو گیا۔

اس سب کے باوجود مجاہدینِ القدس کے حوصلے پست نہیں ہوئے ہیں اور وہ ارشادِ نبوی: ''لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ عَلٰی مَنْ نَاوَاهُمْ حَتّٰی یُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ'' (ابوداؤد:۱،ص:۲۸۸،۲۸۹)۔۔۔''میری امت کی ایک جماعت حق پر جہاد کرتی رہے گی، دشمنی کرنے والوں پر غالب رہے گی، حتّٰی کہ ان کے آخری افراد مسیح دجال کے ساتھ لڑیں گے۔''۔۔۔کا مصداق و پیکر بنے، صبر و استقلال اور عزیمت و شہادت کی راہ پر چلتے ہوئے اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہیں اور دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد اور ظالم و جابر اسرائیل انہیں جادۂ مستقیمہ سے روگرداں نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے، شہدا کے درجات بلند فرمائے اور امت مسلمہ کو ان کے لئے دامے، درمے، قدمے، سخنے کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

یوم الفتح ختم نبوت کانفرنس

۷ ستمبر ۲۰۲۴ء کو آئین پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کو ۵۰ سال کا عرصہ مکمل ہوا، تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس یادگار موقع پر جشن زرّیں منانے کا فیصلہ کیا، اس کے لئے جمعیت علمائے اسلام کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم نے مینارِ پاکستان لاہور کے وسیع و عریض میدان میں کانفرنس کرنے کا اعلان کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اور جمعیت علمائے اسلام کے تعاون سے اس کانفرنس کا انعقاد ہوا، جس کے لئے ملک بھر میں آگاہی مہم چلائی گئی، تمام چھوٹے بڑوں شہروں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین نے چھوٹی، بڑی کانفرنسوں، سیمیناروں، کنونشنوں، پروگراموں، ریلیوں، جلسوں، جلوسوں کا انعقاد کر کے عوام میں بیداری کی لہر پھونک دی، شہر کراچی کے مختلف اضلاع میں کانفرنسیں ہوئیں۔ نیز گلستان انیس، بہادر آباد میں عظیم الشان سیمینار ہوا، جس میں تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کے مندوبین نے شرکت کی، اس کے

علاوہ ڈاکٹروں، وکیلوں، تاجر برادری، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور سماجی شخصیات نے بھرپور شرکت کی، مقررین نے اپنے خطاب میں تحفظ ختم نبوت کے لیے پوری امت مسلمہ کے اتحاد و یکجہتی پر زور دیا اور شہدائے ختم نبوت کو خراجِ تحسین پیش کیا، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے نائب مہتمم مولانا مفتی ڈاکٹر سید احمد یوسف بنوری، دارالعلوم کراچی کے نائب صدر مفتی زبیر اشرف عثمانی، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد، قانونی مشیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ، مرکزی رہنما جمعیت علمائے اسلام قاری محمد عثمان، رکن اسلامی نظریاتی کونسل مفتی زبیر حق نواز، صوبائی وزیر بلدیات سعید غنی، سابق وزیر داخلہ عبدالرؤوف صدیقی، ممبر قومی اسمبلی ڈاکٹر فاروق ستار، رہنما جماعت اسلامی محمد حسین محنتی، ممبر صوبائی اسمبلی تحریک انصاف سربلند خان، صدر تاجر اتحاد عتیق میر نے اجتماع سے خطاب کیا۔ مقررین کا کہنا تھا کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کے آئین میں عقیدہ ختم نبوت کے منکرین غیر مسلم قرار دیے گئے، آج اس تاریخ ساز کامیابی کو ۵۰ سال پورے ہو رہے ہیں، عقیدہ ختم نبوت ہماری ریڈ لائن ہے، جس پر کوئی سمجھوتا نہیں کیا جاسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب کوئی نیا نبی نہیں آسکتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہمارے رہبر و رہنما ہیں، جن کے اسوہ میں دنیا و آخرت کی کامیابی پوشیدہ ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق پورے ملک سے کم وبیش ڈھائی لاکھ گاڑیاں یوم الفتح کانفرنس میں شرکت کے لئے لاہور میں داخل ہوئیں، پندرہ لاکھ کے لگ بھگ مجمع آیا جو تاریخ میں ایک فقید المثال ریکارڈ ہے۔ اس کانفرنس کے مہمان خصوصی قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم تھے، جب کہ جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، مرکزی جمعیت اہلحدیث، مجلس تحفظ ختم نبوت، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی قیادت نے بھی خطابات کیے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ۵۰ سالہ کانفرنس کو اگلے ۵۰ سال تک کے لئے رہبر و راہنما بنائے اور ناموس رسالت و تحفظ ختم نبوت کے لئے اسلامیانِ پاکستان کو یونہی بیدار و سرشار رکھے، آمین!

توہینِ رسالت کے واقعات پر مسلمانوں کا ردِّ عمل

گزشتہ دنوں کوئٹہ اور عمر کوٹ سندھ میں مبیّنہ گستاخی و توہینِ رسالت کے الزام میں دو ملزمان کو پولیس تحویل میں قتل کر دیا گیا۔ واضح رہے کہ توہینِ رسالت کے واقعات میں دن بہ دن اضافہ تشویش ناک ہے۔ نیز ہمارے ادارے اور عدالتیں بھی گستاخوں کو سزا دینے کی بجائے رعایت دیتی ہیں، جس کی بنا پر مسلمانوں میں قانون ہاتھ میں لینے کا رجحان پروان چڑھایا جا رہا ہے۔ جو کسی بھی اعتبار سے امن و مان کے لیے نیک شگون نہیں، اس کے ساتھ ساتھ یہ ہمارے اداروں اور عدالتوں کے لیے بھی ایک سوالیہ نشان ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اور کون کروا رہا ہے؟ بہر حال! ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے اپیل کریں گے کہ گستاخانِ رسالت اور قادیانیوں کی خلافِ اسلام و خلافِ پاکستان سرگرمیوں کے خلاف از خود کوئی قدم اٹھانے کی بجائے اداروں اور عدالتوں سے رجوع کریں، اور ہماری عدالتیں بھی عدل و انصاف سے کام لیتے ہوئے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک میں امن و امان نصیب فرمائے، ہمارے ملک کو صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ بنائے، جس نظریۂ اسلام پر یہ مملکتِ خداداد حاصل کی گئی تھی، اس کے تقاضوں کے عین مطابق اس کو بنانے اور اس کو چلانے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے ملک کی جغرافیائی و نظریاتی سرحدوں کی ہر اعتبار سے حفاظت فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین!

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

نزولِ مصائب اور رفعِ مصائب

مولانا ابوبکر حنفی شیخوپوری

مصائب و آلام اور تکالیف و حوادث انسانی زندگی کا لازمی حصہ ہیں، اس فانی دنیا میں عمرِ عزیز کی چند ساعتیں عیش کی گھنی چھاؤں میں بڑے سکون سے گزرتی ہیں اور کچھ گھڑیاں رنج کی جھلساتی ہوئی دھوپ میں کٹ جاتی ہیں، حیاتِ مستعار کے آنگن میں کبھی مسرتیں ڈیرے ڈال کر لمحات کو خوشگوار بنا دیتی ہیں تو کبھی غم و اندوہ کے جھکڑ خوشیوں کے آشیانے کو تنکا تنکا کر دیتے ہیں، رنج و الم سے عبارت یہ زندگی کی ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی اپنے دامن میں زمانے کی تلخ و شیریں یادیں لیے ہوئے آخر موت کے ساحل پر لنگرانداز ہو جاتی ہے۔

یہ سفرِ حیات اتنا کٹھن کیوں ہے؟ مصیبتیں کیوں انسان کو گھیر لیتی ہیں؟ خدا تو اپنے بندے سے ماؤں سے ہزاروں گنا بڑھ کر پیار کرتا ہے پھر انھیں آزمائش کی چکی میں کیوں پیستا ہے؟ اس سوال کا جواب پانے کے لیے بنیادی طور پر یہ ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جا بجا اپنی صفت حکیم ذکر فرمائی ہے اور حکیم ایسی ذات کو کہا جاتا ہے جس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا، لہٰذا آفات و بلیات کے نازل ہونے میں بھی اس کے حکیمانہ فیصلے اور دانشمندانہ امر کو دخل ہوتا ہے۔ اب وہ کون سے اسباب و وجوہات اور کیا مصلحتیں ہیں جن کی وجہ سے بلائیں اترتی ہیں؟ تو قرآن و سنت کے علوم کی روشنی میں اہلِ علم نے پانچ وجوہات کا تعین کیا ہے۔

نزولِ مصائب کی پہلی وجہ مومن بندے کی آزمائش ہوتی ہے، اللہ کی ذات علام الغیوب ہے لیکن اہلِ دنیا پر واضح کرنے کے لیے کہ میرا بندہ مصیبت آنے پر صبر کرتا ہے یا بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے، مختلف طریقوں سے آزماتا رہتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ۔“ (البقرة:۱۵۵)

ترجمہ: ”اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک سے دو چار کر کے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں میں نقصان کر کے ضرور آزمائیں گے۔“

آفات کے نازل ہونے کا دوسرا سبب مسلمان کے گناہوں کا کفارہ ہے، اللہ تعالیٰ مصیبت میں مبتلا فرما کر گناہوں کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور آخرت کی سزا سے بچا لیتے ہیں، صحیحین میں حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مَا يُصِيبُ المسلمَ من نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ حتى الشوكةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ“

ترجمہ: ”مومن مرد کو جو بھی دکھ اور جو بھی بیماری اور جو بھی پریشانی اور جو بھی اذیت پہنچتی ہے یہاں تک کہ اس کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کی صفائی کر دیتا ہے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ منقول ہیں: ”حطّ عنه من سيآتِهِ كما تحطُّ الشجرةُ وَرَقَها“ اللہ تعالیٰ (اس مصیبت کی وجہ سے) اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے خزاں رسیدہ درخت اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے۔“

حوادث و آلام پیش آنے کی تیسری علت نیک اور متقی لوگوں کے درجات کو بلند کرنا ہے، انبیاء، اولیاء اور سلفِ صالحین کی سوانح پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی میں بڑے کٹھن حالات اور دشوار گزار مراحل آئے، سننِ ترمذی میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: أيُّ الناسِ أشدُّ بَلَاءً؟ سب سے سخت تکلیفیں کن لوگوں پر آئیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”الانبياء ثم الامثل فالامثل“ (سب سے زیادہ مصیبتیں انبیاء پر آئیں، پھر وہ

جوان کے طریقے کے زیادہ قریب ہیں اور پھر وہ جوان کے طریقے کے زیادہ قریب ہیں)۔

ان جلیل القدر شخصیات کے اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب ہونے کے باوجود ان پر تکالیف اس لیے آئیں تاکہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے ہاں مزید بلندی درجات سے نوازے، مسندِ احمد میں محمد بن خالد اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’إنَّ العبدَ إذا سَبقَتْ لَه مِنَ اللہِ منزلةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بعمله ابتلاہُ اللہُ في جسدِهِ أوْ فِي مالِهِ أوْ فِي وَلَدِهِ ثم صَبرَهُ علی ذلک حتی يُبْلِغَهُ المنزلةَ التي سَبقَتْ له مِنَ اللہِ‘‘

ترجمہ: ’’کسی مومن بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا بلند مقام طے ہو جاتا ہے جس تک وہ اپنے عمل سے نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مالی تکلیف میں یا اولاد کی طرف سے کسی صدمہ اور پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر اس کو صبر کی توفیق دیتا ہے؛ یہاں تک کہ بندہ (ان مصائب اور تکالیف پر صبر کرنے کی وجہ سے) اس بلند درجہ تک پہنچ جاتا ہے جو اس کے لیے پہلے سے طے ہو چکا تھا)۔‘‘

ناموافق حالات کے درپیش ہونے کی چوتھی وجہ غافل انسان کو متنبہ اور خبردار کرنا ہے، اللہ تعالیٰ بندے سے غفلت کی چادر کو اتارنے اور اسے اپنی بندگی اور اطاعت کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اس پر مصائب اتارتے ہیں، فرمانِ خداوندی ہے:

’’وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ‘‘ (احزاب:۲۱)

ترجمہ: ’’اور ہم ان (نافرمانوں) کو بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب چکھاتے ہیں تاکہ وہ باز آجائیں۔‘‘

زندگی کی الجھنوں، مشقتوں اور مصیبتوں کا آخری اور عمومی سبب انسان کی بدعملی، فسق و فجور، خدا کی حکم عدولی اور شریعت کے احکام سے روگردانی ہے۔ اللہ تعالیٰ جب گناہوں کی وجہ سے اپنے بندے پر ناراض ہوتا ہے تو اس پر اپنی رحمت کے دروازے بند کر دیتا ہے اور اس کی زندگی سے راحت و سکون ختم کر دیتا ہے، جس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ مسرت و شادمانی کے تمام اسباب و وسائل کے ہوتے ہوئے بھی دل بے چین رہتا ہے۔ خلاقِ عالم نے اپنے مقدس کلام میں بارہا اس حقیقت کو آشکار کیا ہے: چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

’’وَمَآ أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ‘‘ (شوریٰ:۳۰)

ترجمہ: ’’اور جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ ان اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائے ہیں۔‘‘

دوسری جگہ ارشاد ہے: ’’وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ‘‘ (طہٰ:۱۲۴)

ترجمہ: ’’اور جس شخص نے میری یاد سے منہ موڑا تو بلاشبہ اس کی زندگی تنگ ہو جاتی ہے اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔‘‘

قرآنِ کریم میں گزشتہ ہلاک شدہ اقوام و امم کا متعدد مقامات پر تذکرہ ہے اس کا سبب بھی ان کی سرکشی، نافرمانی اور وقت کے نبی کی تعلیمات سے انحراف کو بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے ارشادات میں مختلف گناہوں کو مختلف مصیبتوں کے نازل ہونے کا سبب بتایا ہے، سنن ابنِ ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: اے مہاجرین! پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تم ان کا ارتکاب کرو:

(۱) جب کسی قوم میں علانیہ بے حیائی ہوگی تو اس میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں جنم لیں گی جو انھوں نے اور ان کے آباء و اجداد نے بھی نہیں سنی ہوں گی۔

(۲) جو قوم زکوٰۃ ادا نہیں کرے گی وہ بارش سے محروم ہو جائے گی اور اگر جانور نہ ہوتے تو پانی کی ایک بوند نہ برستی۔

(۳) جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی وہ قحط سالی، رزق کی تنگی اور بادشاہوں کے ظلم میں گرفتار ہو جائے گی۔

(۴) جب امراء اللہ کے نازل کردہ احکام کے خلاف فیصلے کریں گے تو دشمن ان پر مسلط ہو جائے گا جو ان کی چیزیں ان سے چھین لے گا۔

(۵) جب لوگ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کو چھوڑ بیٹھیں گے تو باہمی خانہ جنگی میں پڑ جائیں گے۔

مسائل کے حل اور مصائب کو رفع کرنے کے سلسلہ میں شریعت نے چار اعمال کرنے کی ترغیب دی ہے جو غم کو ہلکا کرنے اور دل کی تسلی میں معاون و مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

سب سے پہلا کام یہ ہے کہ غم کی خبر سنتے ہی استرجاع یعنی ’’انا للہ وانا الیہ راجعون‘‘ پڑھے جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو برضاورغبت قبول کرنے کا اعلان ہے۔

دوسرا کام اپنے آپ پر ضبط کرنا اور خدا تعالیٰ کے بارے میں کسی بھی فاسد خیال یا زبان سے کسی نامناسب جملہ کے ادا کرنے سے بچنا ہے، اس کو صبر کہا جاتا ہے۔

تیسرے نمبر پر مبتلا بہ شخص کے کرنے کا کام یہ ہے کہ صلوۃ الحاجت ادا کر کے تمام آداب کی رعایت رکھتے ہوئے خوب عاجزی اور انکساری سے دعا مانگے۔

آخری ہدایت یہ ہے کہ حسب استطاعت صدقہ ادا کرنے کا اہتمام کرے اور اگر فی الوقت دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو بعد کے لیے نذر مان لے۔ اس سب کے بعد بھی اگر مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہ آئے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اجر آخرت کے لیے ذخیرہ کرلیا ہے یا چھوٹی مصیبت دے کر بڑی مصیبت سے بچا لیا ہے۔ ترمذی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’یَوَدُّ أَھلُ العافیۃ یومَ القیامۃِ حینَ یُعطی أَھلُ البلاءِ الثوابَ لو أَنَّ جلودَھم کانت قُرِضَتْ فی الدنیا بالمقاریض۔‘‘

ترجمہ: ’’جب اہلِ بلاء کو قیامت کے دن بدلہ دیا جائے گا تو اہلِ عافیت یہ خواہش کریں گے کہ کاش! دنیا میں ان کی کھالوں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔‘‘

☆☆ .... ☆☆

آگاہی ختم نبوت مہم، اورماڑہ

3 ؍اکتوبر بروز جمعرات 3 بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوادر کی 5 رکنی وفد (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوادر مولانا عبدالغنی، مولانا سلمان، مولانا شاہ جہان، مفتی یاسین، مولانا زاہد دشتی) کی آگاہی ختم نبوت مہم کے لیے پسنی اور اورماڑہ جانا ہوا۔ عصر کو ساتھی پسنی شہر پہنچ گئے، وہاں امیر جمعیت علماء اسلام ضلع گوادر مفتی رحمت اللہ عباسی صاحب، مولانا فہید، مفتی موسیٰ و دیگر علماء کرام سے ملاقات ہوئی جس میں اکتوبر کے مہینے میں مبلغین حضرات کی مکران ڈویژن میں آمد اور جماعتی سرگرمیوں کے حوالے سے مشاورت کی گئی، عصر کی نماز پڑھنے کے بعد پسنی سے اورماڑہ کی طرف سفر شروع کیا تقریباً عشاء کی نماز کے وقت اورماڑہ شہر پہنچے، اورماڑہ کے علماء کرام، توحیدی مسجد و مدرسہ کے سرپرست و شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد امین صاحب و ذمہ دار مولانا سجاد صاحب اور حاجی محسن صاحب نے ساتھیوں کو خوش آمدید کہا، اگلے دن 4 ؍اکتوبر بروز جمعہ صبح دس بجے حضرت مفتی محمد امین صاحب کی مشاورت سے علماء کرام کا اجلاس رکھا گیا، جس میں اورماڑہ کے تمام علماء کرام، ائمہ مساجد، مدارس کے ذمہ داران کو مدعو کیا گیا، مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوادر مولانا عبدالغنی نے اجلاس میں اورماڑہ شہر میں تحفظ ختم نبوت کے کام کو فعال کرنے کے لیے علماء کرام کو متوجہ کیا کہ اپنی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دست و بازو بن کر ختم نبوت کے پیغام کو اورماڑہ شہر میں عام کریں۔ تمام علماء کرام نے جماعت کے ساتھ بھرپور معاونت کرنے اور کام کو فعال کرنے کے لیے پُرعزم ارادہ کیا، پھر ساتھیوں نے شیزان بائیکاٹ مہم کی دعوت دینے کے لیے مقامی علماء کرام کی معاونت سے خصوصی گشت کی ترتیب بنائی، جس میں مولانا سجاد صاحب اور حاجی محسن صاحب نے ساتھیوں کی اورماڑہ شہر کے ڈیلر اور دیگر احباب سے ملاقات کروائی، ساتھیوں نے مقامی حضرات کی معاونت سے شیزان مصنوعات کی بائیکاٹ کی ترغیب دی، اس کے بعد اورماڑہ شہر کی تمام چھوٹی بڑی دکانوں میں شیزان بائیکاٹ مہم کی دعوتی پیغام چلائی، الحمدللہ! اس کے بعد تمام علماء کرام نے شہر کی مختلف مساجد میں جمعہ عقیدہ ختم نبوت پر پڑھایا، مولانا عبدالغنی صاحب نے جامع مسجد توحیدی میں، مولانا سلمان صاحب نے تحصیل جامع مسجد میں، مولانا شاہجہان صاحب نے جامع مسجد اللہ والی میں، مفتی یاسین صاحب نے جامع مسجد مدنی میں اور مولانا زاہد علی دشتی صاحب نے جامع مسجد بیت المکرم میں عقیدہ ختم نبوت، فتنہ قادیانیت، شیزان بائیکاٹ مہم کے موضوع پر خطاب فرمایا اور جمعہ کی نماز کے بعد تمام مساجد میں جماعتی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس طرح پورے شہر میں ختم نبوت کی آواز لگی، دوپہر کے بعد شہر کے مختلف مقامات کا دورہ ہوا، مقامی علماء کرام میں سے مفتی محمد امین صاحب، مفتی نعیم صاحب، مولانا یونس، مولانا سجاد اور حاجی محسن نے خصوصی معاونت فرمائی، عصر کے بعد ساتھیوں کی واپسی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تمام محبین مخلصین و معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین ثم آمین یارب العالمین!

(رپورٹ:.... مولانا زاہد علی دشتی)

حرام خوری کی نحوستیں اور مفاسد

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

کھانا زندگی کی بنیادی ضرورت ہے، پیٹ کی بھوک مٹانے کے لیے ہمیں کھانا پڑتا ہے، شریعت نے ہمیں پاک اور حلال چیزوں کے کھانے کا حکم دیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

''اے لوگو! زمین میں جو کچھ حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو'' (سورۃ البقرۃ:168)

ایک دوسری آیت میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ ''نفیس اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔'' (سورۃ المؤمنون:51)

اس کے برعکس حرام مال کے استعمال سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے، سود، غصب، رشوت اور اس جیسی کئی چیزیں شریعت کی نظر میں حرام ہیں اور ان سے حد درجہ بچنے کا حکم شدت سے دیا گیا ہے، ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! باطل طریقے سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ'' (سورۃ النساء:29)

اسی طرح احادیث میں کثرت سے حرام خوری پر وعیدیں آئی ہیں، حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی، مال حرام کے ذریعہ کیا جانے والا صدقہ قبول نہیں ہوتا، اس کے جسم پر جنت حرام ہوجاتی ہے جو مال حرام کھا کر پلا بڑھا ہو، حرام کھانے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، اس لیے کہ جس جسم کی پرورش مال حرام سے ہوتی ہو اس کے لیے آگ زیادہ بہتر ہے، حرام مال کھانے والے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اور یہ عدم برکت اور زوال نعمت کا سبب ہوتا ہے، قیامت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کے دشمن ہوں گے اور اس سے نمٹیں گے جس نے مزدور کا حق مارا ہوگا، یہ اور اس قسم کی وعدوں کا تقاضا ہے کہ ہر حال میں حرام خوری سے بچا جائے اور رزق حلال کی طلب اور تڑپ اپنے اندر پیدا کی جائے، تاکہ بندہ کی عبادتیں بھی قبول ہوں اور دعائیں بھی، مرنے کے بعد اسے جہنم میں نہ جلنا پڑے، کیوں کہ جب لقمۂ حلال انسان کے پیٹ میں جاتا ہے تو اس کا ذہن خیر کی طرف راغب ہوتا ہے اور منکرات سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے، کھانا کے پاکیزہ رہنے سے آدمی مستجاب الدعوات ہوجاتا ہے، حلال اور حرام کے درمیان ایک درجہ مشتبہات یعنی مشتبہ اور مشکوک کا ہے، جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص شبہ میں ڈالنے والی چیزوں سے بچا، اپنے آپ کو محفوظ رکھا، اس نے اپنے دین وعزت کو محفوظ کرلیا اور جو شبہ میں ڈالنے والی چیزوں میں پڑ گیا تو وہ حرام میں پڑ گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی بنیاد پر بعض دفعہ کھجور نہیں کھائی کہ ممکن ہے کہ وہ صدقہ کی ہو، حضرات صحابہ کرام بھی پورے طور پر اس پر عامل تھے، اپنے بچوں کے منہ میں انگلی ڈال کر مشتبہ چیزوں کو نکال باہر کیا کرتے تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ اس پر اس قدر سختی سے عامل تھے کہ ایک کپڑا ملازم نے دام بڑھنے کے موقع پر روک کر بعد میں گراں قیمت پر بیچا، وہ خوش تھا کہ حضرت سن کر خوش ہوں گے کہ اچھی کمائی ہوئی، لیکن حضرت نے اصل قیمت اور نفع سب کچھ صدقہ کردیا کہ تم نے لوگوں کی ضرورت کا فائدہ اٹھایا۔ ایک موقع پر کپڑا کا ایک تھان خادم نے بغیر عیب بتائے ہوئے فروخت کردیا تو اس کی قیمت صدقہ کردی، کیوں کہ یہ خریدنے والے کو دھوکا دے کر حاصل کیا گیا ہے۔

ہمارے سماج میں سود، غصب، رشوت، جوئے، چوری وغیرہ سے حاصل ہونے والے مال کو مال حرام سمجھا جاتا ہے، لیکن بہت ساری شکلیں ایسی ہیں، جن کے حرام ہونے کا تصور ہمارے دل ودماغ سے نکل گیا ہے، مثلاً جھوٹی گواہی دے کر مال کمانا، جھوٹے اور غلط فیصلے، قاضی اور جج کا روپے لے کر فیصلہ کرنا، جھوٹی وکالت کرکے مال حاصل کرنا، یتیم، غریب، بیوہ اور دوسروں کے مال میں خیانت کرنا، ناپ تول میں ڈنڈی مارنا، جن پیشوں کی اجرت کو حرام قرار دیا گیا ہے، یا ترکہ کے مال پر تقسیم کے بغیر قبضہ جمائے رہنا اور اس سے حاصل شدہ آمدنی کو حلال تصور کرنا، سب مال حرام ہے۔ یہ دوسروں کی حق تلفی کے زمرے میں

آتا ہے اور جب تک ترکہ وارثوں میں تقسیم نہ کردیا جائے اس کے مال حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے، اسی طرح تلک اور جہیز کی رقم، فقہاء نے اسے سُحت یعنی رشوت کی طرح مال حرام میں شامل کیا ہے، لیکن ہمارے یہاں دھڑلے سے لڑکے سلامی لے کر شادی کے لیے بیچے جاتے ہیں اور اس مال حرام سے لوگوں کی دعوتیں کی جاتی ہیں، لینے والا خود تو گنہگار ہوتا ہی ہے، اگر کھانے والے کو پتا ہو کہ یہ دعوت مال حرام سے کی ہے تو اس کے لیے بھی احتراز لازم ہے، ورنہ وہ بھی حرام مال کھانے میں شامل سمجھا جائے گا اور اس کی نحوستیں اور مفاسد اس کے اندر بھی حلول کر جائیں گی۔

اسی طرح لوگ متعینہ ڈیوٹی کے اوقات کی پابندی نہیں کرتے ہیں، ہم نے اپنی خدمت جتنے اوقات کے لیے دی ہے، اس کی پابندی کرنا انتہائی ضروری ہے، بعض سرکاری دفاتر میں تو بارہ بجے ''لیٹ نہیں اور تین بجے بھینٹ نہیں'' کا فارمولہ چلتا ہے، بعض میں غیر حاضر رہ کر بھی دوسرے دن حاضری بنالینے کا طریقہ رائج ہے، آپ نے ڈیوٹی ہی نہیں کی، یا جتنے اوقات کرنی چاہئے تھی نہیں کی، تو اس کے بقدر اجرت حرام ہوگئی۔ اسی طرح مزدور بھی متعینہ اوقات میں کام کے علاوہ کھینی کھانے، ناشتہ کرنے اور گپ لڑانے میں گزار دیتے ہیں، یہ خیانت ہے اور خیانت کے ذریعہ حاصل ہونے والا مال بھی مال حرام ہے، اس لیے وقت کی پابندی اور ایمانداری سے متعلقہ کاموں کی انجام دہی رزق حلال کے لوازمات میں سے ہے، ورنہ حرام خوری سے بچنا ممکن نہیں ہو سکے گا۔ ہمارے اکابر اس کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ وہ ڈیوٹی کے وقت میں اگر کوئی ملنے آجاتا تو اس کے اوقات ڈائری میں درج کرتے اور اتنی تنخواہ کٹوا دیتے، جتنا وقت دوسرے کاموں میں لگا تھا۔ مولانا مفتی مظفر حسین، مولانا اطہر حسین، مولانا محمد یامین رحمہم اللہ تعالیٰ ''کوتاہیٔ ملازمت'' کے نام سے کچھ رقم دفتر میں جمع کر دیا کرتے تھے، تاکہ کوتاہی کی تلافی ہو جائے، اس قسم کی بہت ساری مثالیں اساتذہ مظاہر علوم اور دارالعلوم دیوبند کے بارے میں کتابوں میں مرقوم ہیں، ایک مدرسہ جو سرکاری تھا وہاں کی انتظامیہ کو دیکھا وہ دو حاضری رجسٹر رکھتے تھے ایک رجسٹر میں آمد و رفت کے صحیح اوقات کا اندراج کراتے تھے تاکہ آمد و رفت میں جو تاخیر ہوتی ہے، اس کی تنخواہ دفتر وضع کرلے۔

یہ تو مدارس دینیہ اور دینی تقاضوں سے واقف ہونے والوں کا حال تھا، مجھے ایک بار بوکارو میں ایک ایسے انجینئر کا سامنا ہوا جس نے بتایا کہ اس کا جھگڑا بوکارو اسٹیل سیٹی کے اکاؤنٹنٹ سے ہوتا ہے، میں نے کہا کہ جھگڑا کوئی اچھی بات تو نہیں ہے، پھر آپ کیوں جھگڑتے ہیں؟ کہنے لگے: ہم لوگ جمعہ کی نماز پڑھنے جاتے ہیں، کمپنی کی طرف سے جمعہ کی نماز پڑھنے کی چھٹی نہیں ہے، ہم فورمین (نگراں) کو کہہ کر چلے جاتے ہیں، وہ بخوشی اس کی اجازت دیتا ہے، لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ بھی اس کا حق نہیں رکھتا کہ کمپنی کے اوقات میں فرصت دیدے، اس لیے میں ہر مہینہ جتنا وقت جمعہ پڑھنے میں لگتا ہے اتنا جوڑ کر اس سے تنخواہ کاٹ لینے کو کہتا ہوں، وہ بگڑتا ہے کہ ہمیں جوڑ گھٹاؤ کرنا پڑتا ہے، کون تم کو اس بات پر مجبور کرتا ہے؟ میں کہتا ہوں اللہ! تو وہ اور بھڑک جاتا ہے۔ بتانا یہ ہے کہ جب رزق حلال کی طلب ہوتی ہے تو اس قسم کے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں، پریشانیاں آتی ہیں، کبھی فاقہ کی نوبت بھی آسکتی ہے، لیکن حرام خوری سے بچنا، دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس لیے پریشانیاں جس قدر آئیں، رزق حلال کی فکر کرنی چاہئے اور اللہ کے بتاتے ہوئے طریقہ پر عامل رہنا چاہئے۔

☆☆ .... ☆☆

قادیانیت سے اسلام تک

6/اکتوبر 2024ء بروز اتوار 5 چک نزد جیٹھہ بھٹہ شوگر مل تحصیل خانپور میں تین قادیانیوں شرافت بھلر، بشارت بھلر اور الیاس چھینہ نے مع اہل و عیال قادیانت سے تائب ہوکر مولانا محمد سلطان مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رحیم یار خان کے ہاتھ پر کلمۂ اسلام پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔ اس موقع پر حافظ محمد دانش، حاجی غلام مرتضیٰ سندھو، مفتی عارف عطاری، بھائی شاہد عطاری، عارف بھنڈر اور اہل علاقہ موجود تھے۔ نومسلموں کے لیے استقامت کی دعا کی گئی اور مبارک باد کے ساتھ حوصلہ افزائی کی گئی۔

دوستی اور دشمنی میں اعتدال

مولانا محمد یوسف ڈیروی

ترمذی شریف کی حدیث ہے:

’’حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے دوست سے دھیرے دھیرے محبت کرو، یعنی اعتدال سے کرو؛ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تمہارا وہ دوست کسی دن تمہارا دشمن بن جائے، مبغوض بن جائے اور جس شخص سے تمہیں دشمنی اور بغض ہے اس کے ساتھ دشمنی بھی دھیرے دھیرے کرو، کیا پتا وہ دشمن کسی دن تمہارا محبوب اور دوست بن جائے۔‘‘(ترمذی شریف:1997)

دنیا کی دوستیاں اور محبتیں بھی پائے دار نہیں ہوتیں اور دنیا کی دشمنیاں اور بغض بھی پائے دار نہیں ہوتا؛ اس لئے ہوسکتا ہے کہ کسی بھی وقت دوستی دشمنی میں اور دشمنی دوستی میں تبدیل ہوجائے اس لئے اعتدال سے آگے نہ بڑھو۔

ہماری دوستی کا حال:

اس حدیث مبارکہ میں خاص طور پر ان لوگوں کے لئے زریں تعلیم ہے جن کا حال یہ ہوتا ہے کہ جب کسی سے دوستی یا تعلق ہوجائے تو اس میں اس قدر آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں کہ اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، دن رات ان کی رفاقت اور صحبت اور ان کی تعریف کے گن ہر وقت ان کی زبان پر جاری ہیں۔ اور اچانک دوستی ٹوٹی تو اس کی شکل وصورت دیکھنا، پسند نہیں، ایک دوسرے کا نام سننا پسند نہیں اور اب ہر ایک بات میں برائی ہی برائی نظر آنے لگتی ہے، اس لئے یہ انتہا پسندی اور اعتدال سے باہر جانا شریعت کا تقاضا ہرگز نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اس چیز کو منع نہیں کیا بلکہ یہ تعلیم دی ہے کہ محبت اور نفرت دونوں میں اعتدال برقرار رکھو، کسی بھی چیز کو حد سے آگے نہ بڑھاؤ۔

دوستی کے لائق صرف ایک ذات:

اول تو دوستی اور محبت جس چیز کا نام ہے، یہ دنیا کی مخلوق میں حقیقی اور صحیح معنوں میں ہے ہی نہیں۔ اصل دوستی اور محبت کے لائق تو صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ اللہ جل جلالہ کی ذات ہے، انسانی جسم میں دل کا وجود صرف اسی ذات کے لئے ہے، یہ اسی کی تجلیات کے لئے بنا ہے، اس دل میں اس ذات کے علاوہ کسی کو جگہ دینا کسی مومن کے لئے مناسب نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک سچے دوست:

اگر اس کائنات میں کوئی شخص کسی کا سچا دوست ہوسکتا تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اور کون ہوسکتا تھا؟ دنیا میں اس دوستی کی مثال نہیں مل سکتی، ہر مرحلہ پر آزمائے جانے کے باجود آپ کھرے نکلے، آمنا و صدقنا کہ کر ایمان لائے، ساری عمر اس تصدیق اور ایمان میں ذرہ برابر بھی تزلزل نہیں آیا۔

انتقالِ پُرملال

حاجی ملا محمد مراد انتقال فرما گئے، آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جیوانی کے سرپرست مولانا مفتی عارف ارجمندی کے والد گرامی تھے۔ انتہائی خوش اخلاق اور خوش طبع انسان تھے۔ آپؒ اکثر اوقات دینی کتابیں پڑھنے میں مشغول رہتے تھے۔ فارسی زبان پر کافی عبور حاصل تھا۔ آپ باقاعدہ درس نظامی سے فارغ التحصیل نہیں تھے، مگر شوق مطالعہ اور دینی کتابیں پڑھنے کے باعث آپ ایسی علمی گفتگو کرتے تھے کہ اگر کوئی عالم دین ان کی مجلس میں بیٹھتے تو علمی گفتگو سن کر وہ انہیں عالم ہی سمجھتے۔ خلق خدا پر انتہائی رحم کرنے والے تھے، گھر کی بلیوں کو کھانا دے کر فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رزق میں ان کا بھی حصہ رکھا ہے۔ آپ نے رحلت سے کچھ دیر قبل گھر والوں کے سامنے موت کو یاد کیا اور بلوچی زبان میں کچھ اشعار لکھے، جن کا ترجمہ ہے کہ مجھے اپنی دعاؤں اور ایصال ثواب میں یاد رکھنا، پھر وضو کیا۔ ظہر کی نماز کے لئے مسجد جانے کی خواہش ظاہر کی، اتنی دیر میں گھر میں سنتیں پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے، دوسری رکعت کے سجدے سے سر نہیں اٹھایا، گھر والوں نے آواز دی، مگر جواب نہیں ملا، سجدے کی حالت میں روح پرواز کرگئی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اللہ تعالیٰ ان کی کامل مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

(مولانا عبدالغنی، گوادر)

دوستی، اللہ کی دوستی کے تابع ہونی چاہیے:

دنیا میں انسان کی جو دوستی ہو وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور دوستی کے تابع ہو، یعنی دوست کے کہنے کی وجہ سے گناہ نہیں کرے گا، دوستی کی محبت میں کوئی معصیت اور نافرمانی نہیں کرے گا؛ اس لئے تمام محبتیں اور دوستیاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے تابع ہونی چاہئیں۔

دشمنی میں اعتدال:

اس طرح اگر کسی کے ساتھ دشمنی ہے، اور کسی کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں ہیں تو یہ نہ ہو کہ اس کے ساتھ تعلقات اچھے نہ ہونے کی وجہ سے اس کے اندر ہر وقت کیڑے نکالے جارہے ہیں، اس کے ہر کام میں عیب تلاش کئے جارہے ہیں، اگر کوئی آدمی برا ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر کوئی اچھائی بھی رکھی ہوگی، ایسا نہ ہو کہ عداوت کی وجہ سے تم اس کی اچھائیوں کو بھی نظر انداز کرتے چلے جاؤ۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''وَلَا یَجرِمَنَّکُم شَنَاٰنُ قَومٍ عَلٰٓی اَ لَّا تَعدِلُوا اِعدِلُوا ھُوَ اَقرَبُ لِلتَّقوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیرٌ بِمَا تَعمَلُونَ۔'' (سورۃ المائدہ:8)

ترجمہ: ''اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ناانصافی کرو۔ انصاف سے کام لو، یہی طریقہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ یقیناً تمہارے تمام کاموں سے پوری طرح باخبر ہے۔''

یعنی کسی قوم کے ساتھ عداوت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کے ساتھ انصاف نہ کرو۔ بے شک! اس کے ساتھ تمہاری دشمنی ہے، لیکن اس دشمنی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اب اس کی اچھائی کا بھی اعتراف نہ کیا جائے، بلکہ اگر وہ کوئی اچھا کام کرے تو اس کی اچھائی کا اعتراف کرنا چاہیے۔ لیکن چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد عام طور پر ہمارے پیش نظر نہیں رہتا؛ اس لئے محبتوں میں بھی حدود سے تجاوز ہو جاتا ہے اور بغض اور عداوت میں بھی حدود سے تجاوز ہو جاتا ہے۔

اگر محبت حد سے بڑھ جائے تو یہ دعا کرو:

اگر کسی سے محبت ہو اور یہ محسوس ہو کہ یہ محبت حد سے بڑھ رہی ہے تو فوراً اللہ کی طرف رجوع کرو کہ یا الٰہی! یہ محبت آپ نے میرے دل میں ڈالی ہے، لیکن یہ محبت حد سے بڑھتی جارہی ہے، اے اللہ! کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کسی فتنے میں مبتلا ہو جاؤں، اے اللہ! مجھے اپنی رحمت سے فتنے میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھئے۔ اور پھر اپنے اختیاری طرز عمل میں بھی ہمیشہ احتیاط سے کام لو۔ جو آج کا دوست ہے وہ کل کا دشمن بھی ہوسکتا ہے، کل تک تو ہر وقت ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا، ساتھ کھاتا پیتا تھا اور آج یہ نوبت آگئی کہ صورت دیکھنے کے روادار نہیں۔ یہ نوبت نہیں آنی چاہئے اور اگر آئے تو اس کی طرف سے آئے، تمہاری طرف سے نہ آئے۔ بہر حال! دوستی کے بارے میں یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلقین ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک تلقین ایسی ہے کہ اگر ہم ان کو پلے باندھ لیں تو ہماری دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں۔

(معاشرتی حقوق وفرائض، ص:168 تا176)

☆☆ .... ☆☆

تحفظ ختم نبوت علماء کنونشن، بہاولپور

بہاولپور (مولانا عبدالنعیم) سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد الصادق بہاولپور کی تیاری کے سلسلے میں علماء کنونشن دفتر ختم نبوت غلہ منڈی میں امیر مجلس مفتی عطاء الرحمٰن کی صدارت میں ہوا۔ کنونشن میں عالمی تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالرزاق، مولانا عبدالرؤف، مولانا عبدالقادر، مولانا سیف الرحمٰن بہلوی، مولانا صہیب احمد اور مولانا محمد طیب سمیت کثیر تعداد میں علماء کرام نے شرکت کی۔ تمام علماء کرام نے اس بات عہد کیا کہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس کی بھرپور انداز میں تیاری کریں گے۔ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے علماء کا کہنا تھا کہ ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کے ایمان کا ایک اہم حصہ ہے اور یہ مسئلہ ہر دور میں انتہائی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ جب بھی اسلام دشمن عناصر نے اس بنیادی عقیدے پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو عاشقانِ مصطفیٰ نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے اس کا تحفظ کیا۔ علماء کرام نے مطالبہ کیا کہ کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ قانون تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے خلاف سازشیں کرنے والے ناکام ہوں گے، امت مسلمہ نے ہر دور میں غیرت ایمانی کا مظاہرہ کر کے ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ کنونشن میں ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد الصادق کی تیاری کے سلسلے میں علاقائی طور پر کئی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جو کہ ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کا جائزہ لیں گی اور قرب وجوار کے علاقوں کا دورہ کریں گی۔ تشہیری مہم کو مزید فعال کرنے کے لیے پینا فلکس اور اشتہارات شائع کرنے کا بھی اعلان کیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی

مرکزی شوریٰ کا اجلاس

رپورٹ:...... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۲۲/ستمبر ۲۰۲۴ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ صدارت امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم العالیہ نے کی۔ تلاوت حافظ محمد یوسف عثمانی گوجرانوالہ نے کی۔

اجلاس میں مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، حافظ محمد انس، محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد خانقاہ سراجیہ، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا مفتی خالد محمود، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن ٹنڈوآدم، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا مفتی محمد حسن، مولانا عزیزالرحمٰن ثانی لاہور، مولانا قاری عبیدالرحمٰن، خالد مسعود ایڈووکیٹ تلہ گنگ، مولانا قاضی ثاقب الحسینی اٹک، مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی پشاور، حافظ محمد یوسف عثمانی گوجرانوالہ نے شرکت کی۔

اجلاس میں گزشتہ اجلاس سے موجودہ اجلاس تک وفات پانے والے علما کرام، مشائخ عظام، جماعتی رفقاء، حضرت مولانا سائیں عبدالصمد ہالیجوی، حضرت اقدس مولانا سید جاوید حسین شاہ فیصل آباد، صاحبزادہ سعید احمد خانقاہ سراجیہ، نبیرۂ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی حضرت مولانا شاہد سہارنپوری، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی فیصل آباد، احمد فاروق زاہد جالندھری، شمس الحق جالندھری ملتان، مولانا عبدالمعبود راولپنڈی، مولانا قاری عبدالملک کراچی، علامہ ممتاز اعوان اُچ شریف، قاری غلام محمود انوراوکاڑہ، سابق سینیٹر قاری محمد عبداللہ بنوں، قاری سید محمد یحییٰ ہمدانی، حاجی محمد شفیع مغل قصور، مولانا غلام جعفر اٹھارہ ہزاری جھنگ، مولانا احمد میاں حمادی ٹنڈوآدم، مولانا محمد ادریس ابن مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا غلام حسین مبلغ جھنگ، مولانا عبدالغفور حقانی شجاع آباد، مولانا قاری کفایت اللہ لیہ، مولانا مفتی محمد انور بدخشانی کراچی، مولانا قاضی عبدالرشید راولپنڈی، مولانا مفتی عبدالرحیم چترالیؒ، قاضی امتیاز احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا محمد طاہر مکی مکہ مکرمہ، قاری عبدالملک راولپنڈی، غلام شبیر شیخ پنوعاقل و دیگر سمیت مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

مجلس شوریٰ کو بتلایا گیا کہ اس وقت مجلس کے باضابطہ پینتالیس مبلغین، جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں درجہ کتب، تخصص، حفظ وناظرہ، ڈسپنسری، شعبہ اسکول، شعبہ خدمت میں بتیس اساتذۂ کرام، معاونین و خدام، خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

مدرسہ تعلیم القرآن پرمٹ علی پور میں سات، مدرسہ تعلیم القرآن گوجرنوالہ میں، چھ مدرسہ اچھروال چنیوٹ میں چار، گرین ٹاؤن کراچی میں تین، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی میں شعبہ حفظ وناظرہ میں نو، کنری سندھ، گوجرانوالہ، مسلم کالونی میں جز وقتی آٹھ، مختلف مساجد میں ائمہ، خطباء، مدرسین بارہ، عملہ مقامی دفاتر بارہ، عملہ کراچی دفتر چودہ، ہفت روزہ ختم نبوت کراچی میں تین افراد اور دفتر مرکزیہ ملتان میں بارہ حضرات کام کررہے ہیں۔ میں گویا اساتذہ کرام، ائمہ، خطباء، معاونین کی تعداد ایک سو بائیس ہے۔ مجلس کی سالانہ آمد وخرچ کا میزانیہ پیش کیا گیا، نیز سالانہ آمد وخرچ کی آڈٹ رپورٹ بھی۔ مولانا اللہ وسایا نے بتلایا کہ نہ صرف مجلس کے حسابات آڈٹ کرائے جاتے ہیں بلکہ لولاک کے اور مکتبہ کے بھی سالانہ حسابات آڈٹ کرائے جاتے ہیں۔

نیز مرکز کی طرف سے ماتحت مجالس کی دی جانے والی امداد کی رپورٹ بھی پیش کی گئی، مجلس کے زیراہتمام چلنے والے سولہ دینی اداروں کو دی جانے والی امداد کی رپورٹ بھی پیش کی گئی۔ ماتحت مجالس کے دفاتر کی تعمیر ومرمت کے لئے پورے سال میں دی گئی امدادی رپورٹ پیش کی گئی، گوادر میں مجلس کے زیراہتمام زیرتعمیر مسجد و مدرسہ اور دفتر کی رپورٹ بھی پیش کی گئی۔ گزشتہ سال ختم نبوت کورس چناب نگر میں مجموعہ مصارف

ساٹھ لاکھ گیارہ ہزار چار سو ساٹھ روپے خرچ ہوئے، جس میں سیکڑوں طلبہ وعلماء کو ختم نبوت اور ردِقادیانیت پر تربیت دی گئی۔

مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اراکین شوریٰ کو سپریم کورٹ کے ۶/فروری، ۲۴/جولائی کے فیصلوں اور اس پر بلند ہونے والی صدائے احتجاج اور مجلس کے زیر اہتمام ۱۳/اگست کو اسلام آباد میں ہونے والی کُل جماعتی کانفرنس کی رپورٹ پیش کی، جس میں تمام دینی جماعتوں کے سربراہان نے شرکت کی تھی مجلس کی میزبانی، حضرت الامیر دامت برکاتہم کی سرپرستی اور قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کی صدارت میں منعقدہ کانفرنس نے سپریم کورٹ کے دونوں فیصلوں کو مسترد کردیا تھا۔

قومی اسمبلی میں مولانا عبدالغفور حیدری، عبدالقادر پٹیل، علی محمد خان، جناب حنیف عباسی، صاحبزادہ حامد رضا خان نے اس فیصلہ کی پُرزور مذمت کی اور اسپیکر سے مطالبہ کیا کہ وہ حکومت کو حکم دیں کہ حکومت اپنی طرف سے نظر ثانی کی اپیل کرے۔ چنانچہ قومی اسمبلی کے اسپیکر نے تمام جماعتوں کے نمائندگان پر مشتمل قائمہ کمیٹی قائم کی۔ قائمہ کمیٹی نے بھی حکومت سے پُرزور مطالبہ کیا۔ چنانچہ پنجاب گورنمنٹ اور مرکزی حکومت کی اپیل پر سپریم کورٹ نے صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن کو کورٹ میں طلب کیا۔ صدر وفاق نے ترکیہ سے ویڈیو لنک کے ذریعہ سپریم کورٹ کے دونوں فیصلوں کی ایک ایک شق پر بحث کی اور ایسے ہی قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے روسٹرم پر آ کر دونوں فیصلوں کی ایک ایک شق پر ماہرانہ بحث کی، جس پر وکلا بھی حیران وششدر تھے۔ بہرحال! سپریم کورٹ نے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے اپنے سابقہ فیصلے واپس لے لیے۔

مجلس شوریٰ نے سپریم کورٹ سے مطالبہ کیا کہ وہ جلد از جلد تفصیلی فیصلہ جاری کر کے اسلامیان پاکستان میں پائی جانے والی بے چینی دور کرے۔

مجلس شوریٰ کو بتلایا گیا کہ گولڈن جوبلی کے حوالہ سے ۷/ستمبر ۲۰۲۴ء کو مینارِ پاکستان کے وسیع وعریض میدان میں بلامبالغہ لاکھوں افراد نے شرکت کی اور اس پروگرام کے لئے مرکزی رابطہ کمیٹی لاہور، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین، جمعیت علماء اسلام کے صوبائی اور مرکزی راہنماؤں نے انتھک کوشش کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مانسہرہ کے حضرات، دارالقرآن فیصل آباد کے اساتذہ کرام، طلبہ اور انصار الاسلام کے رضا کاروں نے سیکورٹی کے فرائض سرانجام دیے۔

گولڈن جوبلی پروگرام کے سلسلہ میں دامے، درمے، سخنے، قدمے خدمات سرانجام دینے والوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے ماریشس کے دورہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ماریشس ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ جس کی لمبائی ۷۰ کلومیٹر اور چوڑائی ۵۰ کلومیٹر ہے۔ ۱۹۲۰ء میں قادیانیوں کے خلاف ماریشس کی عدالت نے فیصلہ دیا۔ یہاں چند لاکھ کی آبادی ہے۔ تین مذاہب کے لوگ آباد ہیں: مسلمان، ہندو اور عیسائی۔ وہاں دس روز ختم نبوت کورس ہوا، جس میں ۵۰ سے ۶۰ علمائے کرام نے شرکت کی۔ رات کو مساجد میں بیانات ہوئے جس سے مسلمانوں میں تحفظ ختم نبوت کی بیداری کی لہر دوڑ گئی ہے۔

صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے کہا کہ کورونا کے بعد انگلینڈ میں چھ سال کے بعد ختم نبوت کانفرنس مجلس کے زیر اہتمام منعقد ہوئی۔ جس میں ہزاروں مسلمان شریک ہوئے۔ انگلینڈ اور افریقی ممالک میں تبلیغ کے حوالہ سے مولانا صاحبزادہ سید سلیمان یوسف بنوری، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی۔ حضرت صاحبزادہ مولانا خلیل احمد مدظلہ اور مولانا اللہ وسایا مدظلہ سے درخواست کی گئی کہ جب کمیٹی کا اجلاس ہو تو یہ دونوں حضرات ترجیحاً شریک ہوں۔

شوریٰ کو بتلایا گیا کہ گولڈن جوبلی پروگرام کی کامیابی کے بعد مبلغین خاموش نہیں بیٹھے، کئی ایک علاقوں میں بڑے بڑے اجتماعات منعقد ہو چکے ہیں، نیز ۲۲/ستمبر کو ڈیرہ اسماعیل خان، ۲۴/ستمبر کو لودھراں، ۲۶/ستمبر کو جھنگ، ۲۷/ستمبر کو بہاولنگر، ۵/اکتوبر کو بہاولپور، کانفرنسوں کی تیاریاں عروج پر ہیں۔

ان شاءاللہ العزیز! چناب نگر آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ۲۴، ۲۵/اکتوبر بروز جمعرات وجمعہ تزک واحتشام سے منعقد ہوگی۔ مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ اس کی تیاری بھرپور طریقہ سے شروع فرمائیں۔ اجلاس امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی صاحب دامت برکاتہم کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

☆☆ .... ☆☆

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء..... حقائق وواقعات

قسط:۵

مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ

اس کے ساتھ ہی وزیر قانون مسٹر عبد الحفیظ پیرزادہ نے ایک تحریک پیش کی، جس کا متن یہ ہے:

’’رولز آف بزنس کے قاعدہ نمبر 205 کے تحت میں مندرجہ ذیل تحریک پیش کرنے کا نوٹس دیتا ہوں:

یہ کہ یہ ایوان ایک ایسی خصوصی کمیٹی کی تشکیل کرے جو کہ پورے ایوان پر مشتمل ہو۔ اس کمیٹی میں وہ تمام اشخاص شامل ہوں جو ایوان کو خطاب کرنے کا حق رکھتے ہوں۔ نیز ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے کا استحقاق رکھتے ہوں۔ اسپیکر صاحب اس خصوصی کمیٹی کے چیئرمین ہوں اور یہ کمیٹی مندرجہ ذیل امور سرانجام دے:

(1) دین اسلام کے اندر ایسے شخص کی حیثیت یا حقیقت پر بحث کرنا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو۔

(2) مندرجہ بالا متنازعہ امور کے بارے میں شہادت لینے کے بعد اور ضروری دستاویزات پر غور کرنے کے بعد سفارشات پیش کرنا۔

کمیٹی کی کارروائی کے لیے ’’کورم‘‘ چالیس اشخاص کا ہوگا، جن میں سے دس کا تعلق ان پارٹیوں سے ہوگا جو کہ قومی اسمبلی کے اندر حکومت کی مخالف ہیں یعنی حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہوں۔‘‘

چنانچہ وعدے کے مطابق بنگلہ دیش سے واپسی پر یکم جولائی کو قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا گیا، جس میں پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دینے کا فیصلہ کیا گیا اور اس کے سامنے غور کرنے کے لیے یہ دو قرار دادیں پیش کی گئیں۔ اس اجلاس میں یہ بھی طے ہوا کہ اس خصوصی کمیٹی کے لیے چالیس ارکان کا کورم ہوگا، تیس ارکان حزب اقتدار کے اور دس ارکان حزب اختلاف کے۔ اس کے ساتھ ہی دو ہفتے کے لیے قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا اور خصوصی کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔

’’یکم جولائی کو قومی اسمبلی کے پورے ایوان کی خاص کمیٹی کا اجلاس اسپیکر صاحبزادہ فاروق علی خان کی صدارت میں ہوا، جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹا جاری رہا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ کمیٹی کی کارروائی کے بارے میں چیئرمین کی جاری کردہ پریس ریلیز کے سوا کوئی کارروائی کسی بھی شکل میں نشر، ٹیلی کاسٹ یا شائع نہیں کی جائے گی۔ کارروائی کے بارے میں کوئی مضمون یا مقالہ بھی شائع نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس بارے میں کوئی قیاس آرائی کی جائے گی۔ ان فیصلوں کی خلاف ورزی کمیٹی کے استحقاق کی خلاف ورزی تصور کی جائے گی۔ کمیٹی کا استحقاق بھی وہی ہے جو قومی اسمبلی کا ہوگا اور اس کی خلاف ورزی پر سزا دی جا سکے گی۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ جمعہ ۵/ جولائی تک قراردادیں، تجاویز اور مشورے وصول کیے جائیں گے۔‘‘

(تحریک ختم نبوت 1974، صفحہ ۴۸۳)

۳/جولائی ۱۹۷۴ء:

’’پورے ایوان پر مشتمل قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے ۳/جولائی ۷۴ء کو اپنے اجلاس میں مندرجہ ذیل کارروائی کے ضمنی ضابطے منظور کیے۔ چونکہ قومی اسمبلی میں ضوابط کار کے رول ۲۰۵ کے تحت اسمبلی نے ۳۰/جون ۱۹۷۴ء کو ایک خصوصی کمیٹی مقرر کی اور چونکہ مذکورہ خصوصی کمیٹی کے لیے، جسے اس کے بعد ’’کمیٹی‘‘ کہا جائے گا، ضمنی ضوابط کار بنانا قرین مصلحت ہے، اسی لیے اب ان رولز کے رول ۲۰۰ بشمول رول ۲۰۶ کے تحت اور اسپیکر کی منظوری کے ساتھ کمیٹی مندرجہ ذیل ضمنی ضابطوں کو منظور کرتی ہے:

(۱) مختصر عنوان: ان ضابطوں کو خصوصی کمیٹی (ضمنی) کے ضابطے مجریہ ۱۹۷۴ء کہا جائے گا۔

(۲) چیئرمینوں کا پینل: چیئرمین ممبروں میں سے ترتیب کے لحاظ سے چیئرمین کا ایک پینل مقرر کرے گا جن کی تعداد ۴ سے زیادہ نہیں ہوگی۔ جب چیئرمین غیر حاضر ہوگا یا کسی

وجہ سے اپنے فرائض انجام دینے کے قابل نہیں ہوگا، ڈپٹی اسپیکر چیئرمین کی جگہ کام کرے گا اور اگر اس موقع پر ڈپٹی اسپیکر بھی غیر حاضر ہوگا یا وہ کسی وجہ سے اپنے فرائض انجام دینے کے قابل نہیں ہوگا تو جن ممبروں کے نام چیئرمینوں کے پینل پر ہوں گے، وہ ترتیب کے لحاظ سے اجلاس کی صدارت کریں گے۔

(۳) خفیہ اجلاس: کمیٹی کے اجلاس بند کمرے میں ہوں گے اور سیکریٹری، سیکریٹری وزارت قانون وپارلیمانی امور اور ایسے دیگر افسران اور عملے کے سوا، جن کی چیئرمین اجازت دے، اجلاس میں کسی اجنبی کی موجودگی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

(۴) ووٹنگ: (۱) کمیٹی میں قومی اسمبلی کے رکن کے سوا کسی دوسرے شخص کو ووٹ دینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(۵) کمیٹی کے خصوصی اختیارات: کمیٹی کو ضابطہ دیوانی کے تحت ذیل کے معاملات میں سول عدالت ، درجہ اول کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

(الف) کسی شخص کو طلب کرنا، اس کو شریک کرنا اوران پر حلفیہ جرح کرنا۔(ب) کسی دستاویز کو تلاش کرنا اور اس کو پیش کرنا۔ (ج) حلفیہ بیان کی صورت میں شہادتیں حاصل کرنا اور (د) گواہوں اور دستاویزات کی پیشی کے لیے احکامات جاری کرنا۔(۲) کمیٹی کسی بھی شخص کو انفرادی حیثیت میں یا کسی تنظیم یا مذہبی گروپ کے نمائندے کی حیثیت سے طلب کرسکتی ہے اور اس کو سن سکتی ہے۔(۳) چیئرمین یا اسمبلی کا کوئی بھی افسر یا حکومت پاکستان کی ملازمت میں کوئی خصوصاً جس کی چیئرمین منظوری دے، کسی بھی بلڈنگ یا ایسی جگہ جہاں کمیٹی کے پاس یقین کرنے کی وجوہ ہوں کہ کوئی کتابیں یا تحقیقات سے متعلق مضمون کے بارے میں کوئی دستاویز مل سکتی ہے، داخل ہوسکتا ہے اور وہ ایسی کتابیں یا دستاویزات کو ضبط کرسکتا ہے یا ان کی نقول یا اقتباسات حاصل کرسکتا ہے جو ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۲ اور ۱۰۳ مجریہ ۱۸۹۸ء کے تحت آتے ہوں۔ (۴) جب تعزیرات پاکستان کی دفعات ۱۷۵، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰ یا ۲۲۸ کے مطابق کوئی جرم کمیٹی کی موجودگی میں سرزد ہوگا، کمیٹی حقائق کو معلوم کرنے اور جرم کا یقین کرنے اور ملزم کا بیان لینے کے بعد جیسا کہ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء میں مہیا کیا گیا ہے، مقدمہ بااختیار مجسٹریٹ کے پاس بھیج دے گی اور وہ مجسٹریٹ اس مقدمہ کو اس طرح تصور کرے گا کہ یہ مقدمہ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۴۸۲ کے تحت اسے بھیجا گیا ہے۔(۵) کمیٹی کے سامنے ہونے والی تمام کارروائی عدالتی کارروائی تصور ہوگی۔ جیسا کہ اس کا مطلب تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۹۳ اور ۲۲۸ میں دیا گیا ہے۔

(۶) عدالت کو ضابطہ دیوانی کے تحت دعویٰ کی سماعت کرتے ہوئے دیوانی عدالت کے اختیار ہوں گے۔ اور اس طرح اسے کسی بھی عدالت سے یا دفتر سے کوئی ریکارڈ یا نقل حاصل کرنے کے اختیارات ہوں گے۔

(۶) کمیٹی کے سامنے افراد کے بیانات: کمیٹی کے سامنے شہادت دیتے وقت کسی بھی شخص کا کوئی بیان کسی دیوانی یا فوجداری عدالت میں اس شخص کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا، الا یہ کہ وہ جھوٹا بیان دے۔ بشرطیکہ (الف) یہ بیان کسی سوال کے جواب میں دیا گیا ہو اور جس کے جواب کی کمیٹی کو ضرورت ہو۔(ب) جو تحقیقاتی معاملے کے موضوع سے متعلق ہو۔

(۷) اچھی نیت سے کیے گئے اقدام کا تحفظ: کمیٹی یا کسی بھی ممبر یا کسی ایسے شخص کے خلاف، جو کسی بھی معاملہ میں کمیٹی کی ہدایت کے مطابق کام کررہا ہو اور جو ضابطوں کے مطابق اچھی نیت سے کیے جائیں یا کرنے کا ارادہ ہو یا اس کے تحت احکامات یا اشاعت کے سلسلہ میں یا کمیٹی کی اتھارٹی کے تحت یا کسی رپورٹ، کاغذ یا کارروائی پر کوئی دعویٰ یا قانونی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

(۸) کارروائی کا ریکارڈ: (۱) چیئرمین، کمیٹی کی کارروائی کا ریکارڈ جس طرح چاہے رکھ سکتا ہے اور اسے محفوظ کرسکتا ہے۔ کوئی شخص کمیٹی کی کارروائی یا فیصلوں کا مکمل یا جزوی ریکارڈ نہیں رکھ سکتا، اسے نوٹ نہیں کرسکتا۔ کوئی شخص کارروائی یا فیصلوں کی کوئی رپورٹ جاری یا شائع نہیں کرسکتا، نہ ہی کوئی کارروائی یا فیصلوں کو افشاں یا بیان کرسکتا ہے اور یہ کہ چیئرمین اپنی منظوری سے جس طرح چاہے، جاری کرے۔(۲) کمیٹی کا ممبر اپنے ذاتی استعمال کے لیے کارروائی کے نوٹس لے سکے گا۔“

(تحریک ختم نبوت 1974، جلد سوم، صفحہ ۵۱۴ تا ۵۱۶)

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے ۴؍جولائی کو اپنے اجلاس کے دوسرے دن اتفاق رائے سے بارہ ارکان پر مشتمل ایک رہبر کمیٹی منتخب کی۔ وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ اس کے کنوینر ہیں۔ یہ رہبر کمیٹی ان قراردادوں اور تجویزوں کا

جائزہ لے گی جو ۵/جولائی کی نصف شب تک قومی اسمبلی کے سیکریٹری کو موصول ہوں گی۔ رہبر کمیٹی کے ممبروں کے نام یہ ہیں: مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا کوثر نیازی، مولانا مفتی محمود، رانا محمد حنیف خاں، پروفیسر غفور احمد، مسٹر عبد العزیز بھٹی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا ظفر احمد انصاری، مسٹر نعمت اللہ خاں شنواری، ملک محمد اختر اور بیگم شیریں وہاب۔

"قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی نے رہنما کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ پروگرام، قراردادوں اور تجاویز پر غور کیا اور خاص کمیٹی کے اجلاس میں ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور جنرل سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے اپنا اپنا نقطۂ نظر تحریری طور پر پیش کرنے اور بعض امور میں دستاویزی ثبوت فراہم کرنے کی درخواست منظور کرلی گئی۔ اس فیصلہ کے مطابق ان دو جماعتوں کی طرف سے گیارہ جولائی کو شام ۶/بجے تک سیکرٹری قومی اسمبلی سیکریٹریٹ کو تحریری بیان دیے جاسکیں گے۔ قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی مذکورہ جماعتوں کے سربراہوں کی رائے لے گی اور ان کے بیانات کی سماعت اور پیش کردہ دستاویزات کے معائنہ کے بعد خاص کمیٹی ان سے سوالات بھی کرے گی۔ قومی اسمبلی کی رہنما کمیٹی بعض دیگر افراد اور تنظیموں کے نمائندوں کو سماعت کے لیے بلانے کے بارے میں سفارشات پیش کرے گی۔" (تحریک ختم نبوت 1974، صفحہ ۵۲۱، ۵۲۲)

"۱۴/جولائی کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے رہبر کمیٹی کی سفارشات اتفاق رائے سے منظور کرلیں۔ سفارشات یہ تھیں:

(۱) انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے سربراہوں کے بیانات قلمبند کرنے کا کام ۲۲/جولائی ۱۹۷۴ء تک مکمل کرلیا جائے۔

(۲) خصوصی کمیٹی کے جو ممبر دونوں جماعتوں کے سربراہوں سے سوالات دریافت کرنا چاہتے ہوں، وہ ۲۴/جولائی ۱۹۷۴ء تک قومی اسمبلی کے سیکرٹری کو بھیج سکتے ہیں۔

(۳) رہبر کمیٹی انجمنوں کے سربراہوں سے دریافت کیے جانے والے سوالات کو آخری شکل دے گی اور منظوری دے گی۔

(۴) اٹارنی جنرل سے جن کے ذریعے سوالات دریافت کیے جائیں گے، کہا جائے گا کہ وہ ۲۵/جولائی ۱۹۷۴ء سے رہبر کمیٹی اور خصوصی کمیٹی کے تمام اجلاسوں میں شرکت کریں۔

(۵) جب جماعتوں کے سربراہ اپنے بیانات اور سوالات کے جواب دے چکیں گے تو ایوان کے ان ارکان کو، جو اس مواد اور دستاویزات کی روشنی میں، جو خصوصی کمیٹی کے سامنے پیش کی گئی ہیں یا سوالات کے جوابات کی روشنی میں اپنے مشاہدات اور خیالات قلمبند کرنا چاہیں گے تو انہیں اس کی اجازت ہوگی۔

(۶) مختلف ارکان کی پیش کردہ قراردادوں پر خصوصی کمیٹی میں غور ہونے سے پہلے ان قراردادوں کے محرک اپنے نکتہ ہائے نظر کی وضاحت کرنے کے لیے رہبر کمیٹی کے سامنے بیانات دیں گے۔

(تحریک ختم نبوت 1974، صفحہ ۵۵۴)

بہر حال! قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث شروع ہوئی اور جس طرح کہ طے کیا گیا تھا کہ مرزائی اور لاہوری پارٹی کے بیانات تحریراً لیے جائیں گے اور انہیں زبانی بھی اپنی صفائی کا موقع دیا جائے گا، اس کے مطابق قادیانی اور لاہوری گروپ دونوں نے اپنے محضر نامے قومی اسمبلی میں علیحدہ علیحدہ پیش کیے۔ اس موقع پر قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر نے ازخود درخواست پیش کی کہ ہمیں بھی اپنا موقف بیان کرنے کا موقع دیا جائے۔ ان کی یہ درخواست منظور کی گئی، انہوں نے ۱۸۲ صفحات پر مشتمل اپنا محضر نامہ پیش کیا، اسے چھاپ کر تمام ممبران قومی اسمبلی میں تقسیم کیا، قادیانی اور لاہوری گروپ نے صرف تحریری طور پر ہی اپنا موقف جمع نہیں کرایا بلکہ تمام ممبران کے سامنے زبانی بھی اپنا موقف پیش کرنے کی درخواست کی، جسے مفتی محمود رحمہ اللہ سے مشاورت کے بعد قبول کرلیا گیا۔ جب ان کی درخواست قبول ہوگئی تو انہیں فکر ہوئی اور انہوں نے بھٹو صاحب سے شکوہ کیا کہ وہاں مولوی ہماری بے عزتی کریں گے، ہم سے الٹے سیدھے سوال کریں گے، اس پر جے۔ اے۔ رحیم نے کہا کہ سوال اٹارنی جنرل کے ذریعہ کیے جائیں، اسی پر فیصلہ ہوا۔ سوال پیدا ہوا کہ قادیانی اور لاہوری گروپ کے سربراہان اور اٹارنی جنرل تو قومی اسمبلی کا حصہ نہیں تو وہ کس حیثیت سے قومی اسمبلی سے خطاب کریں گے؟ اس کے حل کے لیے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دیا گیا۔ اس طرح اٹارنی جنرل کے ذریعہ مرزا ناصر اور لاہوریوں پر جرح ہوئی۔ ۵/اگست ۱۹۷۴ء سے اس خصوصی کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ ۵/اگست سے ۱۱/اگست تک ۶/دن اور ۲۰/اگست سے ۲۴/اگست تک ۵/دن کل گیارہ دن مرزا ناصر پر جرح ہوئی۔ ۲۷، ۲۸/اگست دو دن لاہوری گروپ کے صدر الدین عبد المنان اور

مسعود بیگ پر جرح ہوئی۔

مرزا ناصر کو اپنی چال بازیوں اور فریب کاریوں پر بڑا گھمنڈ تھا، وہ بڑا پُر امید تھا کہ ہم تمام ممبران کو چکرا دینے اور ان کی ذہن سازی میں کامیاب ہو جائیں گے، وہ اسمبلی میں بڑے اکڑ کر فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے، ان کے ظاہری حلیہ (سر پر عمامہ، چہرے پر داڑھی، بدن پر اچکن) کو دیکھ کر ممبران اسمبلی نے مفتی محمود اور ان کے رفقاء کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھا کہ آپ ان نیک لوگوں کو کافر بنانے چلے ہیں، تو مفتی محمود رحمہ اللہ نے مسکرا کر کہا کہ صبر کرو، بہت جلد ان کی حقیقت کا پتہ چل جائے گا۔ یہی ہوا، جب ان پر جرح شروع ہوئی اور سوال و جواب ہوئے تو ہر ایک کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس پوری بحث کے دوران ایک مرتبہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی ممبر نے ان کے حق میں کوئی ایک لفظ کہا ہو، ان سے ہمدردی کا اظہار کیا ہو، کسی بات پر ناراض ہو کر احتجاج کیا ہو، بائیکاٹ تو دور کی بات صرف واک آؤٹ ہی کیا ہو، بلکہ بحث کے آخر میں ممبران اسمبلی نے اپنے جن خیالات کا اظہار کیا، وہ خیالات بتا رہے ہیں کہ ان کی رائے قادیانیوں اور لاہوریوں کے حق میں کیا تھی۔

۲۰/ جولائی ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس ہوا جو ڈھائی گھنٹے جاری رہا۔ اجلاس میں احمدیہ انجمن اشاعت لاہور کے سربراہ صدر الدین کا محضر نامہ پڑھا گیا۔

۲۱/ جولائی ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کی پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کا اجلاس شام کے وقت منعقد ہوا جس میں جماعت احمدیہ ربوہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد کا حلفی بیان قلمبند کیا گیا۔

۵/ اگست ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کے مکمل ایوان کی خصوصی کمیٹی کا بند کمرہ میں اجلاس ہوا، اسمبلی کے چیمبر (اسٹیٹ بینک بلڈنگ) اسلام آباد میں صبح دس بجے منعقد ہوا۔ اسپیکر نیشنل اسمبلی صاحب زادہ فاروق علی نے بحیثیت چیئرمین صدارت کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ پہلا اجلاس سوا بارہ بجے تک جاری رہا۔ ۱۵/ منٹ چائے کا وقفہ ہوا، اس کے بعد دوبارہ اجلاس شروع ہوا۔ اس اجلاس میں گواہ پر جرح کا طریقہ کار طے ہوا، مرزا ناصر کا تعارف ہوا اور مرزا ناصر پر جرح شروع ہوئی۔

۶/ اگست ۱۹۷۴ء:

قومی اسمبلی کے پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی نے آج دوسرے روز بھی انجمن احمدیہ ربوہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر جرح کی جو پانچ گھنٹے جاری رہی۔ آج خصوصی کمیٹی کے دو اجلاس ہوئے، جرح جاری تھی کہ شام کو کمیٹی کا اجلاس ملتوی ہو گیا۔ یہ اجلاس کل صبح ۱۱ بجے پھر شروع ہوگا۔

۷/ اگست ۱۹۷۴ء:

قومی اسمبلی کے پورے ایوان کی خصوصی کمیٹی نے آج انجمن احمدیہ ربوہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر تیسرے روز بھی جرح جاری رکھی۔ یہ جرح دو اجلاسوں میں کی گئی جو سات گھنٹے تک رہی۔ اجلاس کل صبح دس بجے پھر ہوگا۔

۸/ اگست ۱۹۷۴ء:

آج چوتھے روز بھی قومی اسمبلی کے ایوان نے خاص کمیٹی کی حیثیت سے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر جرح جاری رکھی جو سات گھنٹے پر مشتمل دو اجلاسوں میں کی گئی۔ ابھی جرح جاری تھی کہ کمیٹی کا اجلاس کل دس بجے تک ملتوی ہو گیا۔

۱۰/ اگست ۱۹۷۴ء:

قومی اسمبلی کی خاص کمیٹی کا اجلاس آج صبح پانچویں دن بھی جاری رہا، جس میں انجمن احمدیہ ربوہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر جرح کی گئی۔ آج کا اجلاس دو گھنٹے جاری رہا اور بعد ازاں کسی بعد کی تاریخ پر ملتوی ہو گیا۔ جس میں گواہ پر جرح جاری رہے گی۔ اب ایوان کا اجلاس ۱۲/ اگست کو قومی اسمبلی کی حیثیت سے شروع ہوگا۔ (جاری ہے)

رفیق لاجواب

”کتاب رات کو باتیں کرنے والا ایسا دوست ہے جو آپ کی مشغولیت کی حالت میں باتیں چھیڑ کر باعث تکلیف نہیں ہوتا، آرام اور فراغت کے وقت آپ کو بلا کر زحمت نہیں دیتا۔ جب آپ اس سے ملنا چاہیں تو آپ کو کسی آرائش و تکلف کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کتاب ایک ایسا ہم نشین ہے جو آپ کی حد سے زیادہ تعریف نہیں کرتا اور ایک ایسا دوست ہے جو آپ کو دھوکا نہیں دیتا۔ یہ ایک ایسا لاجواب رفیق ہے جو باعث ملال نہیں ہوتا۔ ایک ایسا ناصح ہے جو آپ کو لغزش میں مبتلا نہیں ہونے دیتا۔“

انتخاب:..... ابوالحسین محمد قاسم، کراچی

ختم نبوت پر ایمان کیسا ہو؟

مولانا محمد انصار اللہ قاسمی، آرگنائزر مجلس تحفظ ختم نبوت ٹرسٹ تلنگانہ آندھرا پردیش

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب اس قول سے متعلق چند امور قابل توجہ ہیں:

الف: قادیانیوں نے حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب یہ قول صوبۂ گجرات کے مشہور اور بلند پایہ محدث علامہ طاہر پٹنی (۹۱۴ھ/۹۸۶ھ) کی کتاب ''تکملہ مجمع بحار الانوار ج:۳ ص:۸۵ سے نقل کیا ہے، یہ قول بہت ہی کمزور اور ضعیف سند کے ساتھ حدیث کی کتاب ''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں موجود ہے، دیکھئے۔ (باب من کرہ ان یقول لا نبی بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب الادب، حدیث نمبر:27186ج:13،ص:566)

اس کتاب میں مذکور اِس قول کی سند دو طرح کی ہے، کتاب کے قدیم نسخوں میں حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب قول کی سند میں حضرت جریر بن حازم اور حضرت عائشہؓ کے درمیان کوئی راوی نہیں ہے، یعنی یہ بتایا گیا کہ حضرت جریر بن حازم نے براہ راست حضرت عائشہؓ سے اُن کے اس قول کو سنا ہے، جب کہ یہ حقیقت واقعہ کے بالکل خلاف ہے، اس لئے کہ حضرت جریر بن حازم کی حضرت عائشہؓ سے ملاقات اور سماع تو بہت دور کی بات وہ آپؓ کے زمانہ میں پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، حضرت عائشہؓ کی وفات ۵۸ھ میں ہوئی جب کہ حضرت جریر بن حازم ۹۰ھ میں پیدا ہوئے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کتاب کے نئے اور ایڈٹ نسخوں میں اس قول کی سند میں حضرت جریر بن حازمؒ کے بعد مشہور تابعی حضرت محمد بن سیرینؒ کے نام کا اضافہ ہے، یعنی یہ بتایا گیا کہ حضرت محمد بن سیرین نے حضرت عائشہؓ سے اس قول کو سنا ہے، لیکن یہ بھی خلاف واقعہ ہے، اس لئے کہ محدثین کی تحقیق کے مطابق حضرت محمد بن سیرینؒ نے حضرت عائشہؓ کا زمانہ تو پایا ہے، لیکن آپؓ سے اُن کی ملاقات اور سماع ثابت نہیں ہے، چنانچہ مشہور محدث یحییٰ بن معین (المتوفی ۲۳۳ھ) لکھتے ہیں: ''ابن سیرین لم یسمع عن عائشة شیئاً'' (تاریخ ابن معین، ج:1،ص:127)

حضرت عائشہؓ سے منسوب قول کی سند کی اس حقیقت کی وجہ سے محدثین نے اس کو ''منقطع'' قرار دیا ہے اور جس قول کا سلسلۂ سند منقطع ہو تو وہ ضعیف احادیث میں شمار ہوتا ہے، ضعیف احادیث عقائد کے باب میں ناقابل استدلال ہیں، بالخصوص ایسے موقع پر جب کہ ''لا نبی بعدی'' کے الفاظ صحیح سند کے ساتھ صریح اور مرفوع احادیث میں موجود ہیں، ایسے موقع پر منقطع سند کے ساتھ منقول حضرت عائشہؓ کے اس قول کو دلیل بنانا بالکلیہ غلط ہے۔

ب: فن حدیث کے محققین اور دین و شریعت کے ماہرین کے یہاں یہ بھی ضابطہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابیؓ سے ثابت شدہ کسی بات میں بظاہر کوئی تعارض یا تضاد معلوم ہو تو ایسے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہی قابل ترجیح ہوگی اور صحابیؓ کی بات کی تاویل کی جائے گی۔

حضرت عائشہؓ کے قول میں اگر سند کی کمزوری کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ ایک جلیل القدر صحابیہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ کا قول ہے، لیکن آپؓ سے زیادہ بلند مقام و مرتبہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کا ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے بارے میں ایک سے زائد مرتبہ ''لانبی بعدی'' کے الفاظ فرما رہے ہیں تو یقینی اور قطعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہی قابل ترجیح ہوگی۔

ج: دین کے مسلّمہ حقائق کو بیان کرنے میں مخاطب کی ذہنی سطح اور اُس کے فکری معیار کو بھی بعض مرتبہ پیش نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے، اس لئے کہ اپنی کم علمی اور ناسمجھی کی وجہ سے مخاطب بعض دفعہ دین کے مسلّمہ حقائق کا انکار کر بیٹھتا ہے، حضرت عائشہؓ کے قول کو بھی اسی پس منظر میں دیکھنا اور سمجھنا چاہیے، آپؓ کے اس کا قول کا مقصد و منشا قادیانی فرقہ کی طرح ہرگز یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور کو بھی نبی اور

پیغمبر ماننے اور اُس پر ایمان لانے کی گنجائش باقی رکھی جائے، بلکہ آپؓ کے اس قول کی اصل غرض و غایت یہ ہے کہ دین کے ایک مسلّمہ اور ضروری عقیدہ ’’عقیدۂ نزول عیسیٰ‘‘ کے بارے میں عام لوگوں کو گمراہی اور غلط فہمی سے بچایا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں اس کی مثالیں موجود ہیں، خود حضرت عائشہؓ کی روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا:

’’اے عائشہؓ: اگر تیری قوم نئی نئی اسلام میں داخل نہیں ہوئی ہوتی تو میں (حضرت ابراہیم کے تعمیر کردہ) کعبۃ اللہ (کی عمارت) میں تبدیل کرتے ہوئے اُس کے دو دروازے بنا دیتا، ایک دروازہ سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے دروازہ سے نکلتے ....‘‘ (صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من ترک بعض الاختیار، حدیث نمبر:1276)

خلیفۂ چہارم امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

’’لوگوں سے وہ باتیں بیان کرو جن کو وہ سمجھ سکتے ہیں (عوام کے سامنے مشکل باتیں بیان کر کے) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اُس کے رسول کی بیان کردہ باتیں جھٹلا دی جائیں۔‘‘ (صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من خص بالعلم...... حدیث نمبر 127)

و: حضرت عائشہؓ کا یہ مقصد اور منشا حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، روایت یوں ہے: ’’ایک صاحب حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی مجلس میں شریک تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان الفاظ میں درود بھیجا:

اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائے جو آخری نبی ہیں، جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس پر حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے اُن صاحب سے کہا: تمہارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ’’خاتم الانبیاء‘‘ کہنا کافی ہے، اس لئے کہ ہم لوگوں سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، پھر جب وہ نازل ہوں گے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی نبی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے زمانۂ نزول میں بھی وہ نبی اور پیغمبر رہیں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، حدیث نمبر:27187، باب من کرہ ان یقول لا نبی بعد النبی)

اہم بات یہ بھی ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب میں یہ روایت حضرت عائشہؓ کے قول کے فوری بعد نقل کی گئی ہے تاکہ آپؓ کے قول کا مقصد و منشا اچھی طرح واضح ہو جائے، دھوکا دہی، غلط فہمی اور گمراہی کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

ہ: حضرت عائشہؓ کے اس قول کا مقصد و منشا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی نفی کرنا ہرگز نہیں ہے، اس لئے کہ آپؓ پوری امتِ مسلمہ کی طرح عقیدۂ ختمِ نبوت کی قائل ہیں اور اس سلسلہ میں خود آپؓ کی روایت موجود ہے، جس میں آپؓ نے اس عقیدۂ کو امت تک پہنچایا اور اُس کو سمجھایا ہے، چنانچہ حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی روایت یوں بیان کرتی ہیں:

’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سوائے مبشرات کے نبوت کی کوئی چیز باقی نہیں ہے، صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مبشرات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اچھے خواب ہیں، جو مسلمان دیکھتا ہے یا اُس کو دکھائے جاتے ہیں۔‘‘ (مسند احمد، حدیث نمبر:24977)

ز: حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب یہ قول تکملہ مجمع بحار الانوار، مصنف ابن ابی شیبہ اور جن دوسری کتابوں میں نقل کیا گیا، تقریباً سب جگہ یہ قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پس منظر میں پیش کیا گیا، اور یہ وضاحت کی گئی کہ یہ قول ’’لانبی بعدی‘‘ حدیث کے الفاظ کے خلاف نہیں ہے اور نہ اس قول سے کسی کی نبوت و پیغمبری کو ثابت کیا گیا، بلکہ اس کی وجہ سے ختمِ نبوت کے بارے میں جو شک وشبہ ہوسکتا تھا اُس کو بھی ختم کیا گیا مگر یہ قادیانیوں کی خیانت اور بددیانتی ہے کہ ان لوگوں نے حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب اس قول کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے انکار اور مرزا غلام قادیانی کی جھوٹی نبوت کے اقرار کی دلیل بنا دیا، ’’اذا لم تستحی فاصنع ماشئت‘‘ جب تمہارے اندر شرم وحیا ہی نہ ہو تو جو چاہو کر سکتے ہو۔

نوٹ: حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب اس قول سے متعلق تفصیل دیکھنے کے لئے کتاب ملاحظہ ہو: حضرت عائشہؓ پر قادیانی فرقہ کا بہتان۔

جھوٹے مدعیانِ نبوت کا انکار:

عقیدۂ ختم نبوت کے اقرار کی وجہ سے مرزا غلام قادیانی کے بشمول تاقیامت پیدا ہونے والے تمام جھوٹے مدعیانِ نبوت کے دعوائے نبوت کا انکار کرنا بھی لازم ہے، نبوت کا دعویٰ کرنے والے اور اُس کے دعویٰ نبوت کو قبول کرنے والوں کو کافر جاننا اور سمجھنا ضروری ہے، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کو احادیث میں دجال، مکار، عیار، جعلساز اور دھوکا باز فرمایا گیا، یہ لوگ بھی کافر اور ان کے ماننے والے بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ ☆☆

تذکرہ ختم نبوت کے ایک مجاہد کا

مولانا حافظ فقیر محمد بزدار رحمۃ اللہ علیہ

مولانا مفتی سمیع الرحمٰن، استاذ جامعہ فاروقیہ

مولانا حافظ فقیر محمد بن پہنڈ خان بزدار تونسہ شریف کوہ سلیمان کے دامن موضع ڈگر میں ۱۹۰۵ء کو پیدا ہوئے، بعد ازاں آپ کے خاندان نے قریبی بستی مندرانی میں رہائش اختیار کی، یہ بستی سنگھڑ کے جنوبی کنارہ پر واقع ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم بستی مندرانی میں حاصل کی، حفظ قرآن کے بعد بستی منگروٹھہ میں تشریف لے گئے، وہاں علوم وفنون کے ایک ماہر استاد حضرت مولانا نور محمد بزدار مسجد میں طلبہ کو درس نظامی کے اسباق پڑھاتے تھے۔ دور دراز سے آنے والے طلباء کرام اسی مسجد میں قیام پذیر ہوتے اور اہل محلہ ان کے لیے کھانا بھجوا دیتے، مولانا فقیر محمد نے اپنے استاد محترم کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرکے اپنے شب وروز حصول علم پر قربان کر دیئے، اور تمام علوم فارسی، صرف ونحو، فقہ، ادب، حدیث کی تکمیل آپ ہی سے کی۔ مولانا فقیر محمد کو فقہ سے بہت مناسبت تھی اس لیے افتاء اور قضاء آپ کا مشغلہ خاص رہا۔ تکمیل علم کے بعد اپنی بستی کے باسیوں کو علم دین سے روشناس کرانے کا عہد لے کر بستی مندرانی میں لوٹ آئے اور رشد و ہدایت کے چراغ جلائے، آپ افتاء اور قضاء میں مرجع خلائق تھے، نکاح، طلاق، میراث، خاندانی اور زمینی تنازعات میں فیصلے کے لیے اہل علاقہ اور پہاڑ کے بلوچ باشندگان آپ سے رجوع کرتے، آپ نے اپنے علم اور عمل کے ذریعے شریعت محمدیہ کی عظمت عوام کے دلوں میں راسخ کی۔

آپ کے پردادا کمال الدین خان رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑی اور بارانی علاقوں میں کافی زرعی زمینیں خریدی تھی جس کی وجہ سے آپ کو معاشی خوشحالی میسر تھی، آپ روزانہ روٹیوں کا ٹوکرا پکوا کر اپنے سر پر رکھتے اور قحط زدہ گھروں میں تقسیم کرنے چلے جاتے، جس کی وجہ سے آپ ”سخی فقیر“ کے نام سے مشہور ہو گئے۔

بستی مندرانی انتہائی پسماندہ بستی ہے، تونسہ شریف سے ۱۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، اس زمانے میں تونسہ شریف سے بستی مندرانی تک کوہ سلیمان سے برآمد ہونے والی رودکوہیوں اور سنگھڑ کی وجہ سے کوئی گاڑی وہاں تک نہیں جا سکتی تھی، نہ گاڑی کا راستہ تھا، پیدل اونٹ یا گھوڑے، گدھے کے ذریعے اس بستی تک کا سفر کیا جاتا تھا، ایسے دور دراز دشوار گزار، پسماندہ علاقے میں رہتے ہوئے بھی آپ کو کتابوں سے ایسا عشق تھا کہ آپ کی مطلوبہ کتاب یہاں بھی پہنچ جاتی، اس زمانے کے کتب خانے عموماً لاہور اور دلی میں ہوتے تھے، آپ وہیں سے کتابیں منگواتے تھے۔ افتاء اور قضاء کے میدان میں فتاویٰ شامیہ کی نئی نئی شہرت تھی، مفتیٰ بہا اقوال کی تعیین میں اس سے بڑھ کر کوئی ممتاز کتاب نہ تھی، آپ نے اس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے قیام پاکستان سے قبل قاہرہ کا مطبوعہ نسخہ بڑی مشکلات سے حاصل کیا تھا۔ آپ کی کتاب دوستی کی وجہ سے لوہے کے کئی ٹرنک کتابوں سے بھر گئے۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو تمام کتابیں تعزیت کے لیے آنے والے علماء کرام میں تقسیم کر دی گئی تھی، کیونکہ اس وقت آپ کے بچے چھوٹے تھے، اور خاندان میں کوئی عالم دین نہیں تھا۔ سب سے چھوٹے بیٹے غلام رسول (شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول جامعہ فاروقیہ غازی خان) کی عمر سات آٹھ سال کی تھی، انہوں نے اپنے والد کی کتابوں کو تقسیم ہوتا دیکھ کر احتجاج بھی کیا، روئے دھوئے، مگر سب نے بچہ سمجھ کر نظر انداز کیا اور بہلا پھسلا کر خاموش کرا دیا۔ مگر اس منظر نے آپ کے دل میں کتابوں کی محبت کا ایسا چراغ جلایا جو مستقبل میں جامعہ فاروقیہ ڈیرہ غازی خان کی لائبریری کی صورت میں ظاہر ہوا۔

میدانی علاقے کا محمد شاہ ڈھکنہ نامی ایک شخص اپنے چند رشتہ داروں سے تعلق کی خاطر بستی مندرانی میں سکونت پذیر تھا، یہ شخص تعلیم اور روزگار کے سلسلے میں مختلف شہروں کی خاک چھانتا راولپنڈی پہنچ کر ایک حکیم کا ملازم ہو گیا۔ اور وہ حکیم قادیانی طبیب تھا اور حکمت کے لبادے میں ایمان کا شکاری تھا، اس نے اس سادہ لوح اور روزگار کے مارے شخص کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنے شیشے میں اتارا اور مرزائی بنا ڈالا اور درشن کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس قادیان بھیج دیا۔ جہاں اس نے مرزے کے ہاتھ پر اپنا ایمان برباد کرنے کی سند حاصل کی، اور قادیان ہی میں حکیم نورالدین قادیانی کی شاگردی اختیار کر لی،

کچھ عرصے تک ایمان کی غارت گری کے حربے سیکھتا رہا۔ پھرانہیں آزمانے کے لیے بستی مندرانی میں لوٹ آیا، چندہی دنوں میں اپنے رشتہ داروں کو قادیانیت کے گندے گڑھے میں دھکیلنے میں کامیاب ہوگیا۔ جب مقامی مسلمانوں نے ایمان کے ڈاکو کا تعاقب کرکے اس کا گھیرا تنگ کیا تو یہ حالات کے منظر نامے کو دیکھ کر قادیان رفو چکر ہوگیا۔ وہاں سے اسے ارتدادی مشن کے لیے کشمیر کے موضع آسنوبر بھیج دیا۔ جہاں مقامی خاتون سے شادی کرکے ارتدادی مشن پر گامزن رہا اور ۱۸/مارچ ۱۹۲۰ء میں وہیں انجہانی ہوا۔ اس کی چرب لسانی کی وجہ سے بستی مندرانی میں جو لوگ گمراہ ہوئے، ان میں مندرانی قوم سے تعلق رکھنے والے بستی کے مقامی لوگ تھے۔ جن میں سرفہرست فتح محمد مندرانی بلوچ اور اس کا بڑا بھائی نور محمد مندرانی تھا۔ فتح محمد کی بیعت کا اعلان ۲۴/ستمبر ۱۹۰۱ء میں ''الحکم'' میں شائع ہوا، اور ۱۹۰۳ء میں یہ شخص بذات خود قادیان جاکر مرزے کے نجس ہاتھوں پر دولت ایمان لٹا کر واپس آ گیا۔ اس نے مرزائیوں کے لیے ایک عبادت گاہ بھی بنائی تھی جو مولانا حافظ فقیر محمد کی حویلی سے چند قدم کے فاصلے پر تھی۔

مولانا حافظ فقیر محمد اور بستی مندرانی کے شاہ صاحبان شاہ ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ، شاہ اسماعیل رحمہ اللہ نے اس فتنے کو سر اٹھاتے ہوئے دیکھا تو خواجہ نظام الدین تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں قادیانیت کا راستہ روکنے کے لیے میدان عمل میں اترے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے چہرے سے تقدس کا نقاب اٹھا کر عوام کو اس کا حقیقی چہرہ دکھایا۔ اس کی مجرمانہ زندگی اور جھوٹے دعووں کے پول کھولے۔ احراری مبلغین کو دعوت دے کر بستی کے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ کیا۔ یہاں تک کہ اس بستی میں حضرت مولانا سیّد عطا اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اور مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تشریف لائے۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی یاد میں ایک مسجد بھی ان کے نام سے بستی میں موجود ہے۔

حافظ فقیر محمد بزدار اور شاہ صاحبان شاہ ابراہیم شاہ اسماعیل کی محنتوں سے قادیانیوں کے خلاف عوامی غیظ وغضب بڑھ گیا، لوگوں نے قادیانیوں سے معاشرتی بائیکاٹ کرلیا۔ غمی اور خوشی میں آنا جانا چھوڑ دیا۔ قادیانی سامری کی طرح اچھوت بن کر رہنے لگے۔ اسی دوران بستی سے گزرنے والی نہر میں غیر معمولی سیلاب آیا۔ جو قادیانیوں کی عبادت گاہ مرزا اوڑے کو ان کے رہائشی گھروں سمیت بہا کرلے گیا۔ یہ خدائی تازیانہ ان کے لیے عذاب بن کر اترا، تب انہوں نے بستی چھوڑنے ہی میں عافیت جانی، قادیانی سربراہ کی ہدایت پر یہ گھرانے تونسہ شہر منتقل ہوگئے۔

کوہ سلیمان کے دو بلوچ قبائل دینی اور مذہبی رجحانات رکھتے ہیں: ''قیصرانی'' اور ''بزدار''۔ قادیانیوں کی کوشش تھی کہ ان کے سرداروں کو رام کرکے قادیانی بنالیا جائے تو یہ سارے قبائل ہمارے پیروکار ہوجائیں گے اور قادیانیوں کو پہاڑی علاقے کی صورت میں محفوظ ٹھکانا بھی مل جائے گا۔ چنانچہ سب سے پہلے کوہ سلیمان سے تعلق رکھنے والا ایک شخص فتح محمد بزدار ساکن بستی بزدار مرتد ہوا۔ یہ شخص لیہ میں اپنے جھوٹے نبی کی طرح منشی گیری کی سرکاری ملازمت کرتا تھا۔ اس شخص کو قادیانی نے اپنے ''۳۱۳ کبار صحابہ'' (نعوذ باللہ) میں شامل کیا ہے اور اس کو کوہ سلیمان کے بلوچ سرداروں اور بلوچ عوام میں ارتداد پھیلانے کی ذمہ داری دی گئی۔ اس نے لیہ میں اپنی ملازمت، مراعات، خاندان چھوڑ کر ارتدادی مشن کے لئے بستی بزدار میں ڈیرے ڈال لیے، مگر علمائے دین کی مزاحمت اور بلوچ عوام کے شعور نے اس کی حسرتوں پر پانی پھیر دیا، اور اسے کوئی کامیابی نہ مل سکی۔ دو یا تین شخص قادیانی ہوئے اور یہ ساری حسرتیں لے کر ۱۹۰۵ء میں انجہانی ہوگیا۔ اس کے مرنے پر اس کے بھائی نے قادیان میں مرنے کی اطلاع ان الفاظ سے دی، جسے قادیانیوں نے اپنے رسائل اور اخبارات میں شائع کیا: ''بھائی صاحب کی وفات کی عجیب کہانی''، ''سنگھڑ علاقہ ڈیرہ غازی خان میں احمدی مشن کی تبلیغ بڑے زور وشور سے کررہے تھے اور اس علاقے کی احمدی جماعت (جو کہ بے یارو مددگار دشمن کے منہ کا شکار تھی) میں ایک نئی روح پھونک دی تھی۔ کوہ سلیمان میں مدفون ہوئے۔

اسی فتح محمد بزدار کی کوششوں سے جو گنے چنے لوگ قادیانی ہوئے، انہوں نے قیصرانی سردار امام بخش کو شکار کیا جو ۱۹۰۶ء میں قادیانی ہوا اور ۱۹۰۷ء میں قادیان جاکر مرزے کا درشن کر آیا اور ۱۹۲۴ء میں آنجہانی ہوا۔ اسی طرح اس کا بھائی شیر بہادر قیصرانی بھی قادیانی ہوا۔ قادیانیوں کا مشہور شاعر رشید قیصرانی قادیانی اس کا بیٹا ہے۔

خلاصہ کلام! ان کی سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے مولانا حافظ فقیر بزدار نے سب سے پہلے اپنی قوم بزدار کو ان کے شر سے بچانے کے لیے کوہ سلیمان میں طوفانی تبلیغی دورے کیے، اور اپنی قوم کے سردار دوست محمد خان بزدار (جو سابقہ وزیر اعلیٰ

پنجاب سردار عثمان بزدار کے دادا تھے) کو اس فتنے سے آگاہی بخشی، سردار دوست محمد بزدار انتہائی شریف النفس، مہمان نواز، سخی، اور انصاف پسند سردار تھے۔ علمائے دین سے محبت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیوانہ وار عشق رکھتے تھے۔ انہوں نے مولانا فقیر محمد بزدار کو اطمینان دلایا اور عہد کیا کہ ہمارے قبیلے اور علاقے میں کسی مرزائی کو تبلیغی سرگرمیوں کی اجازت تو درکنار داخلے کی اجازت بھی نہیں ملے گی، اپنی ذاتی دلچسپی سے قوم کو اس فتنے سے دور رکھا۔ اس میں مولانا حافظ محمد بزدار کی جدوجہد ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ آپ کے بیانات کے اعلانات اس زمانے کے اخبارات میں بھی شائع ہوتے رہتے تھے۔

تقسیم ہند کے اعلان کے ساتھ ہندوستان اور پاکستان میں فسادات بھڑک اٹھے۔ پاکستان میں ہندوؤں اور سکھوں کی جان و مال پر قبضے اور لوٹ کھسوٹ شروع ہو چکی تھی۔ مندرانی میں ہندوؤں کے خاندان آباد تھے، جو تجارت پیشہ ہونے کی وجہ سے خوشحال تھے، وہ اس صورت حال سے بہت خوفزدہ تھے۔ مولانا حافظ فقیر محمد بزدار نے ان تمام خاندانوں کی خواتین، بچے اور مال واسباب کو اپنی حویلی میں ٹھہرا لیا اور اعلان کر دیا کہ یہ سب میرے مہمان ہیں۔ کوئی غلط ارادے اور نیت سے ان کو نہ دیکھے۔ جس کی وجہ سے فسادیوں کے عزائم کمزور پڑ گئے۔ خواجہ نظام الدین تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تونسہ شریف اور مضافات کے تمام ہندو خواتین وحضرات کو اپنے دربار سلیمانیہ محمودیہ میں ٹھہرا رکھا تھا۔ حکومت نے خواجہ صاحب کو مجسٹریٹ کے اختیار دے رکھے تھے۔ آپ کی سرپرستی میں ہندوؤں کے قافلے سیکیورٹی کے ساتھ حکومتی کیمپوں میں پہنچائے جاتے، جہاں سے حکومت ان کو ہندوستان پہنچاتی تھی۔ مولانا فقیر محمد رحمہ اللہ علیہ نے اپنی بستی کے تمام ہندوؤں کو چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں بلوچ نوجوانوں کے حفاظتی دستے کے ساتھ دربار سلیمانیہ پہنچا دیا۔ آپ کی توجہ، خدمت، انصاف پسند مزاج کی وجہ سے کسی ہندو کو جانی اور مالی نقصان نہیں پہنچا، سب باحفاظت ہندوستان پہنچے۔

مولانا فقیر محمد نے اپنی عمر کی ۵۰ دہائیاں پوری نہیں کی تھی کہ وقت موعود آپہنچا۔ آپ کو کوئی بیماری لاحق نہ تھی، صحت مند تھے۔ ایک رات اچانک آہ و بکا کرنے لگے، حویلی میں سوئے ہوئے لوگ جلدی سے اٹھ کر آپ کی چارپائی کے پاس اس خیال سے جمع ہو گئے کہ شاید رات میں کسی سانپ یا بچھو نے ڈس لیا ہوگا۔ مگر آپ نے فرمایا: مجھے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے اور ان کی طرف سے مجھے بلاوا آیا ہے۔ بچوں کی وجہ سے میں نے کچھ مہلت چاہی مگر اجازت نہیں ملی (آپ کی اہلیہ چند ماہ پہلے انتقال کر گئی تھی، اور چار نابالغ بچے اپنے پیچھے چھوڑ گئی تھی) اس جدائی میں رو رہا ہوں۔ میرے بچوں کو ان کی خالہ کے حوالے کر دینا، وہی ان کی نگہداشت کرے گی۔ یہ کہہ کر تکیہ پر گرے، اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ یوں تحفظ ناموس ختم نبوت کا تھکا ہارا مسافر، رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت پا کر اس فانی دنیا سے رخصت ہو گیا۔ آپ کو آبائی قبرستان پل ڈگر دامن کوہ سلیمان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ نے تین بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑی، دو بیٹے محمد بخش ممبر اور حافظ الٰہی بخش نے شعور سنبھالتے ہی اپنے والد کی متروکہ زمین سنبھال لی اور کاشتکاری میں مصروف ہوئے۔ چھوٹا بیٹا تحصیل علم کے راستے پر چل کر شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسولؒ کے نام سے معروف ہوئے۔☆☆

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بڑھ چڑھ کر کام کریں: علمائے کرام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا عبدالنعیم، مولانا محمد اقبال ساقی نے جامع مسجد الصادق بہاولپور میں منعقد ہونے والی سالانہ کانفرنس کی تیاری کے سلسلے میں بہاولپور کی مساجد میں خطبات جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت وناموس رسالت کے خلاف سازشیں کرنے والے ہمیشہ ناکام ہوئے اور رہتی دنیا تک ذلت ورسوائی ان کا مقدر رہے گی، زندگی کے آخری سانس تک تحفظ ختم نبوت وناموس رسالت کا تحفظ کرتے رہیں گے۔ عقیدہ ختم نبوت پر کوئی سمجھوتا نہیں کیا جاسکتا۔ علماء کرام نے کہا کہ اکابرین امت کی جدوجہد کی بدولت پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، اب ہم سب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ ہم اخلاص کے ساتھ دینی اعمال میں سرگرم ہوں اور نمود ونمائش سے احتراز کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بڑھ چڑھ کر کام کریں۔ علماء نے کہا کہ ملک عزیز میں قادیانیت کی اسلام وملک دشمن غیر آئینی وغیر قانونی سرگرمیوں کو پروموٹ کیا جارہا ہے جس سے مسلمانوں اور دینی ومذہبی جماعتوں میں تشویش پائی جاتی ہے۔ اجتماعات کے آخر میں سامعین سے وعدہ لیا گیا کہ وہ تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس بہاولپور کی تیاری اور دعوتی مہم بھرپور انداز میں چلائیں اور کانفرنس میں اپنی شرکت یقینی بنائیں۔

مسافرانِ آخرت

حضرت مولانا مستفیض الرحمٰن عباسی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل اجل ، محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کے تلمیذ رشید، رأس الاتقیاء حضرت مولانا عبد الغفور عباسی نقشبندیؒ کے نواسہ، شمس العلماء والصلحاء حضرت مولانا شمس الرحمٰن عباسی دامت برکاتہم العالیہ کے برادر خورد، جامع مسجد قبا سولجر بازار کے امام وخطیب، شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے فرزندارجمند مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی مدظلہ کے خسر محترم حضرت مولانا مستفیض الرحمٰن عباسیؒ ۲۴ ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ مطابق یکم جولائی ۲۰۲۴ء بروز پیر کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد رحلت فرمائے عالم آخرت ہوگئے ۔انا للہ وانا الیہ راجعون ! ان للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شیء عندہ باجل مسمیٰ!

آپ ۱۹۵۶ء میں مانسہرہ کے علاقہ جدبا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حفظِ قرآن کریم سے درس نظامی تک جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں حاصل کی، ۱۹۷۷ء میں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ سے دورۂ حدیث کے اسباق پڑھ کر فاتحۂ فراغ پڑھا۔ پھر حضرت بنوریؒ کے حکم پر جامع مسجد قبا سولجر بازار کی امامت وخطابت کا منصب سنبھالا۔ آپ کی مسجد قبا ایسی جگہ پر ہے، جہاں ایک خاص مکتب فکر کے لوگ بڑی تعداد میں آباد ہیں، لیکن مجال ہے کہ کبھی کوئی مسئلہ یا بدمزگی ہوئی ہو، بلکہ تمام اہل علاقہ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے ۔ عاشورائے محرم اور چہلم صفر کے دنوں میں آپ کی مسجد میں تمام مکاتب فکر کے لوگ وضو اور نماز کے لیے آتے اور پُر امن رہتے ہوئے اپنے اپنے معاملات میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کی حکمت وبصیرت نے کبھی کسی فتنہ اور شرارت کو سر اٹھانے کا موقع نہیں دیا۔

آپ اپنے گھرانے کے ایسے فرد فرید تھے جو سب کی خوشی وغمی، مرض وصحت، تعلیم وتربیت، شادی بیاہ؛ غرض ہر شعبہ ہائے زندگی اور تمام امور میں اپنی برادری اور متعلقین کے لیے ہراول دستہ کا کردار ادا کرتے ہوئے خدمت کے لیے پیش پیش رہتے ۔تکلف وتصنع سے کوسوں دور تھے۔ خوش اخلاق ،ملنسار، اور عاجزی وسادگی کے پیکر تھے، ہر کسی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے۔ ایسے مرجع خلائق تھے کہ لوگ ہر قسم کے دینی وعلمی، معاشی وخانگی معاملات میں آپ سے رہنمائی لیتے ،اصابت رائے ایسی رکھتے تھے کہ کوئی انجان شخص بھی آپ سے بلا جھجک ملتا اور مطمئن ہو کر جاتا۔ ثابت قدم اور مستقل مزاج ایسے تھے کہ ۱۹۷۷ء میں اپنے استاذ محترم حضرت بنوریؒ کے حکم پر جامع مسجد قبا کی امامت وخطابت سنبھالی تو استاذ کے حکم کا ایسا پاس رکھا کہ ۴۷ برس میں بے شمار بڑی بڑی پیشکشوں کو ٹھکرا کر اپنے محبوب استاذ سے وفاداری نبھاتے ہوئے تا دم آخر یہیں جمے رہے۔ آپ چاق وچوبند، قابلِ رشک صحت اور چھریرے وپھرتیلے بدن کے مالک تھے، روزانہ فجر کی نماز کے بعد اپنی مسجد سے مزارِ قائد تک چہل قدمی کرنے کا معمول تا دمِ صحت رہا۔

آپ قرآن کریم کے بہترین قاری تھے، لوگ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے مستقل سفر کر کے دور دور سے آتے تھے ۔ ساری زندگی نہایت جرأت وغیرت کے ساتھ علاقے میں دین کی بھرپور خدمت کی، درس قرآن اور درس حدیث کے حلقے آباد کیے۔ آپ اپنے عام فہم، سادہ اور دل نشیں اندازِ بیان کی وجہ سے جہاں عوام میں مقبول تھے، وہیں اپنی مضبوط علمی استعداد، وسیع مطالعہ، حیران کن فقہی استحضار اور بصیرت افروز نکات کے سبب اہل علم میں بھی معروف تھے۔

پسماندگان میں بیوہ، دو صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن عباسی ، مولانا محمود عباسی اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ اسی روز بعد نماز عصر مسجد قبا میں سیکڑوں علماء وطلبہ، اہل محلہ اور عوام نے حضرت مولانا شمس الرحمٰن عباسی دامت برکاتہم کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی، پاپوش نگر قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے راقم الحروف، جناب الحاج عبد اللطیف طاہر، سید انوار الحسن اور مولوی محمد قاسم جنازے میں شریک ہوئے۔

جناب الحاج حافظ طاہر مکیؒ

گزشتہ دنوں فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے خلیفہ مجاز، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ سمیت اکابر علماء ومشائخ کے عقیدت کیش، حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن مدنیؒ کے بھتیجے، جناب الحاج حافظ

طاہر مکی انتقال کر گئے۔ وہ مکہ مکرمہ میں مقیم تھے، طائف کے سفر پر گئے تھے، وہیں طبیعت خراب ہوگئی، ڈاکٹروں نے برین ہیمبرج تجویز کیا، تقریباً دو ماہ کوما میں رہنے کے بعد شبِ جمعہ میں طائف کے سپر اسپیشلٹی ہسپتال میں آخری سانس لی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! ان اللّٰہ مااخذ ولہ مااعطی وکل شیئ عندہ باجل مسمیٰ!

حج کے دنوں میں مکہ مکرمہ میں حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ بعد فجر ذکر کی مجلس کراتے تھے، جس میں ایک دُبلا پتلا، دراز قد، خوش شکل نوجوان پابندی سے شرکت کیا کرتا تھا۔ یہ تھے حافظ طاہر صاحبؒ، جو نوجوانی ہی میں درویش صفت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت ہی خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ قرآن کریم کے حافظ تھے۔ ان کے والد جناب عبدالستار مرچنٹ جو انجینئر تھے اور سالہا سال سے مکہ مکرمہ میں مقیم تھے، وہیں کے شہری ہو چکے تھے۔ وہ اپنی تمام اولاد کو رمضان کے موقع پر حرم شریف کے قریب کرایہ کے مکان میں دن رات قرآن پاک کی تلاوت، تراویح اور نفلوں میں مشغول رکھتے تھے۔ ان کے گھر میں برصغیر کے اکابر علماء کرام تشریف لایا کرتے تھے۔ حج کے موقع پر ان کا گھر علماء کرام کی محفلوں سے معطر رہتا تھا۔ ان کے چچا جان، چچازاد بھائی ؛ سارے ہی لوگ حفاظ، علما، صلحا، مشائخ اور صاحبِ نسبت ہیں۔

آپ رمضان کی راتوں میں شب بھر تراویح کے اندر قرآن کریم عرب لہجہ میں پڑھتے تھے، جسے با ذوق احباب بہت شوق اور دلچسپی سے سماعت کرنے آتے تھے۔

ساری زندگی مکہ مکرمہ میں گزاری، حرم مکی میں نمازِ جمعہ کے بعد جنازہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین یارب العالمین!

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد اسحاق ہوشیار پوریؒ

جامعہ خیر المدارس ملتان کے شعبۂ حفظ و تجوید کے صدر مدرّس اور مجدّد القراآت حضرت مولانا قاری محمد رحیم بخش پانی پتیؒ کے تربیت وصحبت یافتہ، مایہ ناز شاگرد حضرت مولانا قاری محمد اسحاق ہوشیار پوریؒ ۲۶ ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۳ جولائی ۲۰۲۴ء بروز بدھ نشتر ہسپتال ملتان میں انتقال کر گئے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون! ان اللّٰہ مااخذ ولہ مااعطی وکل شیئ عندہ باجل مسمیٰ!

حضرت قاری رحیم بخشؒ علم تجوید وقراآت کے بے مثل امام، حدیث وفقہ کے بے نظیر ماہر، اور ولایت کے اونچے مقام پر فائز تھے، قرآن کریم آپ کی صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ زندگی کے ہر ہر عمل سے جھلکتا تھا۔ آپؒ ہی کی تربیت و صحبت سے حضرت مولانا قاری محمد اسحاق ہوشیار پوریؒ کا خمیر تیار ہوا، جنھوں نے اپنے استاذ گرامی اور ذی قدر مربی کے بعد ان کی مسند کو کم وبیش پینتالیس سال زینت بخشی۔

جناب قاری محمد اسحاقؒ کے والد گرامی حضرت مولانا قاری محمد ابراہیم ہوشیار پوریؒ نیک سیرت و متبعِ سنت بزرگ تھے، دار العلوم دیو بند میں شعبۂ حفظ کے استاذ اور ممتحن رہے، قیامِ پاکستان کے بعد جامعہ خیر المدارس ملتان کے شعبۂ حفظ وقراآت کے ممتحن بھی رہے۔

آپؒ نے اپنے استاذ گرامی کے تدریسی قواعد وضوابط اور اصولوں کی مواظبت و پابندی کرتے ہوئے ۴۵ سال انہی کی طرح شبانہ روز قرآن کریم کی خدمت میں صرف کیے۔ طلبہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی اصلاح واخلاق کے تزکیہ کی بھی ہمیشہ فکر فرماتے تھے، ان کے اعمال کی نگرانی، قابلِ اصلاح امور کی مخلصانہ سرزنش اور طلبہ کے اندر اتباعِ شریعت کا ذوق پیدا کرنا آپ کا منشا رہتا تھا۔

دن بھر قرآن کریم کی تعلیم جیسی اہم عبادت میں مصروفیت ومشغولیت کے باوجود شب بیداری کا اہتمام لازمی جز تھا، رات کے تین بجے جاگ کر تلاوت قرآن کریم، مسنون تسبیحات، ذکر اذکار اور درود شریف کا معمول جاری رکھتے، شبِ جمعہ اور جمعہ کے مبارک اوقات میں درود شریف کا خاص التزام خود بھی فرماتے اور اپنے طلبہ سے بھی کرواتے۔

اسی طرح آپ نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھی خصوصی نظر رکھی، آپ کے ماشاءاللہ! پانچوں فرزند قرآن کریم کے حفاظ اور قرآن کریم کی تدریس میں مصروفِ عمل ہیں۔

آپ کی نمازِ جنازہ جامعہ خیر المدارس ملتان میں ادا کی گئی۔ جس میں آپ کے ہزاروں شاگردوں اور محبین نے شرکت کی، یقیناً یہ سب آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حسنات کو قبول فرمائے، جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آپ کی رحلت سے جو علمی اور عملی خلا پیدا ہوا ہے' اسے پُر کرنے والے اہل افراد پیدا فرمائے، آمین، بجاہ النبی الکریم!

قارئینِ ہفت روزہ سے مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔☆☆

اسلام زندہ باد — فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی — تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد

43 ویں دو روزہ سالانہ

ختم نبوۃ کانفرنس

علماء کرام، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

ان شاء اللہ

بڑے تزک و احتشام کے

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

24 25 اکتوبر 2024 بروز جمعرات جمعۃ المبارک

زیر صدارت

پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب حفظہ اللہ

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر نگرانی

حضرت مولانا پیر طریقت مخدوم العلماء ولی ابن ولی

صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر سرپرستی

استاذ العلماء جانشین حضرت بنوری

حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

- توحید باری تعالیٰ
- عقیدہ ختم نبوت
- سیرت خاتم الانبیاء ﷺ
- پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ جیسے اہم موضوعات پر
- حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم
- ظہور امام مہدی علیہ الرضوان
- اتحاد امت محمدیہ

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ چناب نگر ضلع چنیوٹ

0300-7314337
0300-4304277
0301-6395200